رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی شہرت کانی پہونچ چکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کیا ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ خواص یہاں تک کہ طبیب بھی اسی دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں
اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے۔

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں۔ وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں۔ صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے آج بھی ہر ایک آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ
ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں

اصلی اور پورے اہتمام سے دواسازی کا اس میں انتظام ہے۔ اصلی اجزا خواہ کتنے ہی قیمتیں ہوں یا سستے۔ پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ کیونکہ
یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اس کی آمدنی مدرسہ طبیہ اور شفاخانہ دہلی کو دی جاتی ہے

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جن کی تعداد ۵۰۰ تک پہنچ گئی ہے۔
اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ اجمل خان صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں
اور انہوں نے اپنے اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی خاص مجرب دوائیں اس دواخانہ کو لوجہ اللہ دی ہیں۔

نوٹ: جن پُر اثر اور مفید ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت ہوئی ہے۔ وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے

خط کا پتہ۔ بالکل یہی الفاظ لکھئے:۔ منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی   تار کا پتہ:۔ ہیڈ لیسنز دہلی

مطبع انوار احمدیہ قادیان دار الامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

چھوٹا مُنہ بڑی بات - یا دخل در معقولات

بہ بلا کسی قسم کی تائید و تردید۔ یا تمہید کے اپنے چھوٹے سے مُنہ سے بڑی بات نکال کر دخل در معقولات کا مصداق بنتا ہوں۔ اور محض اللہ کے واسطے درد دل کے ساتھ بقدر ہمت خود تجویز ذیل احمدی برادران کی خدمت بابرکت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ باستثنائے نابالغ بچوں اور بالکل بوڑھوں کے کل احمدی جماعت بماہ آئندہ سنہ رواں ہفتہ اول و دوم و سوم و چہارم کے آخری دنوں میں ایک ایک وقت کا کھانا ترک کرکے قیمت خوراک صدر انجمن احمدیہ قادیان شریف میں بھیجدیویں۔ فی کس ایک وقت کا خرچ اوسطاً چار پیسے بھی رکھا جائے۔ تو چار لاکھ احمدی بھائیوں کی خوراک ایک وقت کی ۲۵ ہزار روپیہ اور چار متفرق اوقات کی لاگت پورا ایک لاکھ روپیہ ہوجاتا ہے۔

میرے ناقص خیال کی رُو سے کوئی امیر و غریب بھائی اس ثواب عظیم سے محروم رہنے کی کوشش نہیں کریگا۔ بلکہ یہ فاقہ کشی موجب رضاء الٰہی سمجھی جاویگی۔ جہاں جہاں باقاعدہ انجمنیں قائم ہیں اور جنکی تعداد ایک صد کے قریب ہے۔ وہ اپنی اپنی جگہ جملہ متعلقین سے قیمت خوراک فراہم کرلیں۔ اور مختلف مقامات کے بھائی خواہ وہ کتنی ہی دور ہوں قریب کی انجمنوں میں قیمت خوراک دیدیں۔ یا براہ راست بھیجدیویں لیکن نابالغوں۔ بوڑھوں اور خدانخواستہ اُن تواریخ میں بیمار شدگان کے سوا کوئی بھائی اس عملی کارروائی سے باہر نہیں رہنا چاہیے۔ ورنہ قطرہ قطرہ شود دریا کی مثال پوری نہ ہوگی۔

بھائیو! ہماری چار وقت کی معمولی خوراک حضرت امیر المؤمنین و ناصر نواب صاحب مدظلہ العالی۔ نو مسلم حفاظت فنڈ۔ نور۔ الحکم قادیان شریف مسجد نور۔ لنگرخانہ وغیرہ کو مالی مشکلات سے بآسانی بچا سکتی ہیں۔ میر صاحب قبلہ کی عظمت۔ نو مسلم حفاظت فنڈ کی ضرورت مجھ نالائق کے بیان سے باہر ہے۔ الحکم سب سے پہلا اور قابل قدر اخبار جو حضور مغفور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی منظوری سے جاری ہوا تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح کا منظور نظر بھی ہے اس کے وقت پر نکلنے کی فکر جماعت احمدیہ نہ کرے تو کون کریگا۔ مسجد نور اور لنگرخانہ کے ذمہ بھی قرض بتایا جاتا ہے۔ ان کا بوجھ بھی ہلکا کرنا جماعت احمدیہ کا کام ہے۔ میں تجویز مندرجہ بالا کی نسبت لمبی بحث کرنے کے قابل نہیں ہوں صرف اپنے دینی بھائیوں سے ایک ماہ میں چار وقت کا کھانا چھوڑ کر مقیمان کوئے دوست کی باثر اور لائق قبولیت دعاؤں میں شامل ہوجانے کا متمنی ہوں اگر غور کیا جاوے تو ایسی بابرکت دعائیں کہاں دھری پڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جمیع برادران احمدی کو اس تجویز پر (جو کچھ مشکل نہیں ہے) عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہر قسم کی سوء ظنیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

نوٹ (۱) خاکسار نے اس تجویز کا عملی ثبوت یہ پیش کردیا ہے کہ مبلغ ۲ روپے اپنی گرہ سے اور ۳ روپے دیگر احباب احمدی و غیر احمدیوں کا عطیہ کل ۵ روپیہ صدر انجمن احمدیہ میں بھیجدیئے ہیں۔

(۲) حضرت شیخ جی صاحب ایڈیٹر الحکم چار وقت کی خوراک خود بھی عنایت فرمائیں اور اپنے اخبار کے خریداروں میں بھی تحریک فرمادیویں تو سودمند ہوگا۔ فقط

خاکسار ہاشم علی احمدی سنوری گرداور قانون گو حلقہ بکہ کلاں تحصیل بھٹنڈہ تبدیل شدہ

انصار اللہ کو نصیحت

ناظرین الحکم انصار اللہ کے نام سے واقف ہیں۔ یہ وہ جماعت ہے۔ جو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد نے ایک رؤیا صالحہ کی بنا پر قائم کی۔ اور جس کو سب سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح رضی نے اپنی شمولیت سے اعزاز بخشا انصار اللہ کے افتتاحی جلسہ مورخہ ۱۶- اپریل ۱۹۱۱ء کو حضرت صاحبزادہ صاحب نے ایک تقریر فرمائی تھی۔ جس کو انصار اللہ کے گرامی قدر ممبر منشی فرزند علی صاحب نے قلمبند کرلیا تھا اب انہوں نے اسے شائع کیا ہے۔ میں بھی اسے فائدہ عام کے لئے شائع کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ خدا کرے۔ کہ ہم اس پر عمل کرنے کی توفیق پائیں۔ - ایڈیٹر

وھو ھذا

فرمایا۔ مجھے انصار اللہ کی جماعت بنانے کی تحریک اس خواب کی وجہ سے ہوئی جس کا اعلان بدر میں کیا جا چکا ہے۔ بعض دوستوں نے سوال کیا ہے کہ جب سلسلہ عالیہ کے تمام افراد فرداً فرداً وہی کام کر رہے ہیں جو انصار اللہ کا کام تجویز ہوا ہے۔ تو انصار اللہ کی ایک علیحدہ جماعت قائم کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اُس کا جواب یہ ہے۔ کہ جس طرح ایک کمانڈر انچیف کے ماتحت کئی کمان افسر ہوتے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک اپنی اپنی فوج کا ذمہ وار ہوتا ہے۔ اسی طرح انصار اللہ کی جماعت حضرت خلیفۃ المسیح کے زیر حکم ایک ایسی فوج ہوگی۔ جو میری ماتحتی میں کام کریگی۔ کوئی حرج کی بات نہیں۔ اگر اور احباب جن کو خدا تعالیٰ توفیق دے حضرت امیر المؤمنین رض کی منظوری اور جماعتیں اس قسم کی قائم کریں جو اپنے اپنے رنگ میں دین کی خدمت کریں۔ انصار اللہ کے قائم کرنے کی تحریک شیطانی القا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اس میں تبلیغ کا حکم ہے۔ شیطان کب چاہتا ہے کہ اس کے مقابلہ کے لئے ایک جماعت کو اُٹھایا جاوے۔

آج کا اجتماع اس لئے کیا گیا ہے تاکہ آپ لوگوں میں محبت پیدا ہو کیونکہ بغیر باہم باہم شناسائی کے وہ گہرا تعلق پیدا نہیں ہوسکتا جو میں چاہتا ہوں کہ انصار میں قائم ہو۔ مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم اس عشق کی بنا پر جو اہل اللہ کو حضرت حق سبحانہٗ کے ہوتا ہے۔ لطیف استدلال کرتے ہیں کہ حضرت باری تعالیٰ کا نظارہ ضرور عاشقان الٰہی کو اس دُنیا میں ہوتا ہے۔ کیونکہ دیدار کے بغیر محبت پیدا نہیں ہوتی آپ صاحبان کی باہم واقفیت اس لئے بھی ضروری ہے کہ ایک دوسرے کے رنج و راحت میں شریک ہوسکیں۔ یہ بات میرے دل میں حضرت صاحب نے بچپن میں ذہن نشین کی تھی۔ ایک روز آپ اخبار پڑھ رہے تھے مجھے بلایا۔ فرمایا۔ محمود ادھر آؤ۔ تمہیں کچھ دکھائیں۔ جب میں نے اخبار کا وہ حصہ پڑھا۔ جس کی طرف حضرت صاحب نے اشارہ فرمایا تھا تو اُس میں لکھا تھا کہ فلاں ڈاکٹر مثلاً رام چند مرگیا۔ میں نے کہا پھر کیا ہوا؟ فرمایا۔ اگر تمہیں اس شخص کے ساتھ کچھ بھی تعلق ہوتا تو تم اس خبر کو ایسی لاپرواہی کے ساتھ نہ پڑھتے۔ اس وقت متوفی ڈاکٹر کے گھر میں اس کے اعزا و اقارب میں رونا دھونا پڑ رہا ہوگا۔ اور تم نے لاپرواہی سے پڑھ دیا کہ ڈاکٹر رام چند مرگیا۔ اسی طرح دین اسلام پر ہر طرف سے حملے ہو رہے ہیں۔ مگر مسلمانوں کے کانوں پر جوں نہیں چلتی۔ اگر وہ

اسے اپنا ایک بچہ سمجھیں۔ تو یہ بے توجہی نہ ہو۔

اسلام کی حالت اس وقت سخت خطرے میں ہے اس کی تشبیہہ ایک ایسے مکان سے دیجا سکتی ہے۔ جس کے باہر سے چور مال لوٹ رہے ہوں۔ اندر سے اس مکان میں آگ لگ رہی ہو۔ اور مالک مکان بے خبری میں آرام و چین کے ساتھ پڑا سو رہا ہو۔ اگر اس مالک کو ان اندرونی و بیرونی دشمنوں کی خبر ہو۔ تو کیسا گھبرائے۔ اور اپنے متاع کو بچانے کے لئے کیا کچھ زور لگائے۔ احمدی اور غیر احمدی مسلمانوں میں صرف اس قدر فرق ہے۔ کہ غیر احمدی لوگ تو بالکل سوئے ہیں۔ احمدی لوگ بیدار ہوکر چوروں کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔ اور کبھی کسی وقت تھوڑا بہت چرایا ہوا مال چور سے واپس چھینتے ہیں۔ مگر زور کے ساتھ چوروں کے اوپر ابھی حملہ آور نہیں ہوتے۔

ہر ایک کام کے مناسب ضروریات ہیں۔ بعض میں تنہائی اور بعض میں صحبت کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً غور و فکر کے لئے تنہائی کی ضرورت ہے۔ تو جنگ میں صحبت و اتفاق کی ضرورت ہے اگر ایک جنگل میں سڑک بنانے کی ضرورت ہو۔ اور مختلف آدمی مختلف مقاموں سے فرداً فرداً درخت کاٹیں۔ تو عرصہ دراز تک جنگل میں کوئی سڑک کی صورت نمودار نہ ہوگی۔ مگر اگر سب لوگ متفق ہوکر ایک جگہ سے درختوں کو گرائیں۔ تو چند روز میں سڑک کا ٹکڑا تیار ہوجائیگا۔ پھر ہر ایک مقام میں موقعہ اور محل دیکھنا چاہیئے۔ پیاسے کو پانی ہی پلانا چاہیئے۔ روٹی کھلانے سے اس کی پیاس نہ بجھیگی۔ بھوکے کو سیر کرنے سے افاقہ ہوگا۔ تبلیغ کے لئے مناسبت کا لحاظ رکھنا نہایت ضروری ہے۔ سب سے مقدم تو یہ ہے کہ انصار اللہ اپنی ذاتوں میں اس تعلیم کا نیک نمونہ دکھائیں۔ جو اُن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہنچی ہے۔ کن کن باتوں میں یہ نمونہ دکھایا جاوے۔ اس کو حضرت صاحب نے ایک نہایت مختصر فقرے میں حل کردیا ہے۔ یعنی دین کو دنیا پر مقدم کرو۔ یہ ایک چھوٹی سی کشتی ہے۔ جس پر سوار ہوکر تم نہایت سرعت کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہو۔ مگر اس کشتی کے چلانے میں اس کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے سخت احتیاط بکار ہے۔ دین کو دُنیا پر مقدم کرنے میں ایک باریک رستے پر چلنا پڑتا ہے۔ اوس کے لئے استغفار اور تسبیح کا سہارا پکڑا جاوے۔ تو گرنے پھسلنے کا خطرہ نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا یعنی اگر تم کو کوئی تحفہ دیا جاوے۔ تو معطی کو ویسا ہی یا اس سے بہتر تحفہ واپس دیا کرو۔ جب انسانوں کے لئے یہ حکم ہے۔ تو کیا یہ ہوسکتا ہے کہ کوئی تحفہ اللہ تعالیٰ کو دیا جاوے اور وہ اس کو بڑھا کر واپس نہ کرے۔ جب ایک کمزور انسان لاحول پڑھ کر بیان کرتا ہے۔ کہ سب طاقت اللہ ہی کو ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں اس شخص کو گناہ سے بچنے اور نیکی کے کرنے کی توفیق دیتا ہے الحمد جس دل سے پڑھو۔ اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ پڑھنے والے کو خوبیوں سے متصف فرماتا ہے۔ استغفار پڑھنے سے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اور پاکیزگی ملتی ہے۔ پس انصار کو چاہیئے۔ کہ استغفار۔ درود۔ لاحول۔ تسبیح و تحمید کثرت سے پڑھیں۔ ایک دوسرے کے لئے دعائیں

کریں۔ کیونکہ اس طریق سے باہمی ہمدردی بڑھتی ہے۔ نیز دوسرے کی دُعا بہ نسبت اپنی دُعا کے زیادہ مستجاب ہوتی ہے۔ دُعاؤں کی کثرت سے معرفت الٰہی میں ترقی ہوتی ہے۔ دُعا کرنے اور کرانے والے میں تعلق مضبوط ہوتا ہے۔ دُعاؤں کی قبولیت سے اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے۔ دُعا کے قبول ہونے کے لئے تڑپ نہائت ضروری ہے۔ یہ تڑپ باہمی محبت سے ہی پیدا ہوسکتی ہے۔

جس طرح خیرات کرنے کے لئے روپیہ کا ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح تبلیغ کے لئے علم کا ہونا ضروری ہے۔ جو لوگ علم کے پیاسے ہیں۔ اُن کی پیاس کسر چشمہ علم سے ہی بجھ سکتی ہے۔ علم دین میں سب سے اعلیٰ درجہ قرآن مجید کا ہے۔ قرآن مجید کی ایک تفسیر حدیث میں پائی جاتی ہے۔ اور پھر مزید تفسیر حضرت صاحب علیہ السلام کی تصانیف میں پائی جاتی ہے۔ پس قرآن۔ حدیث اور حضرت صاحب علیہ السلام کی تصانیف سب کا پڑھنا انصار کے لئے ضروری ہوا۔

تحصیل علم کے بعد تبلیغ و اشاعت ضروری ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ وہ شخص نہائت ہی بخیل ہے۔ جس کا اپنا کھیت پانی سے بھر چکا ہے۔ مگر وہ پڑوسی کے کھیت میں پانی نہیں چھوڑتا۔ تبلیغ کے لئے لیکچر اور تقریر ذریعے ہیں۔ ان میں بہت مشق کرو۔ حضرت صاحب کی خاص کتب کا وقتاً فوقتاً امتحان لیا جایا کریگا۔ انصار کو چاہیئے۔ کہ کثرت کے ساتھ باہم ملاقاتیں کریں۔ پھر سب انصار کی ملاقات کے لئے قادیان میں جلسہ کیا جایا کرے۔ انصار کو چاہیئے کہ چھٹیاں لے کر یہاں آئیں۔ کم از کم پانچ کی جماعت ہو۔ یہاں سے پڑھ کر جائیں دوسروں کو پڑھائیں۔ تبلیغ غرباء میں کیا کرو۔ امراء میں نفاق ہوتا ہے۔ ہر روز تبلیغ کرو۔ خواہ پانچ منٹ کے لئے سہی۔ دفتر۔ کچہری یا کام کو آتے جاتے کسی نہ کسی کو کلمہ حق سُنادو۔ ریل اور یکے کے سفر میں تبلیغ کے لئے خوب موقعہ ملتا ہے۔ میلوں کے رستوں میں یا ان کے کناروں پر کھڑے ہو جاؤ۔ اور تبلیغ کرو۔ میلوں کے گھمسان میں نہ جاؤ۔ دوری رکھو۔ تبلیغ کی غرض لیکر میلے میں جاؤ۔ میلے دیکھنے کے لئے تبلیغ کو بہانہ نہ بناؤ۔ تقریروں کی مشق کرو۔ کبھی کبھی ایک مقام کے انصار دوسرے مقامات پر جاکر لیکچر دیں۔ یہ بھی لوگوں کی دلچسپی کا موجب ہوتا ہے۔ کہ لیکچرار کہیں دوسری جگہ سے آیا ہو۔

اردو کے علاوہ دیگر زبانوں میں بھی تبلیغ کی جانی ضروری ہے۔ چنانچہ میں چاہتا ہوں کہ حضرت صاحب کے دعاوی اور ان کے ثبوتوں کا ایک پمفلٹ۔ بنگالی۔ مرہٹی زبانوں میں شائع کیا جائے جو تصانیف مختلف مذاہب کی تردید یا اسلام کی حمائت میں لکھی گئی ہیں اور جن کا مطالعہ انصار کو کرنا ہوگا۔ مندرجہ ذیل ہیں:۔

اسلام۔ ازالہ اوہام۔ حقیقۃ الوحی۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ برکات الدعا۔

شیعہ۔ خلافت راشدہ۔ سر الخلافہ۔

وفات حضرت مسیح موعودؑ۔ مضمون حضرت خلیفۃ المسیح رضی۔ ملحقہ رسالہ الوصیت۔ صادقوں کی روشنی۔

آریہ۔ سرمہ چشم آریہ۔ چشمہ معرفت۔ شحنہ حق۔ قادیان کے آریہ اور ہم۔ رسالہ رد تناسخ (خلیفۃ المسیح)

مسیحی۔ جنگ مقدس۔ نور الحق۔ ابطال الوہیت مسیح۔ کفارہ (مصنفہ مفتی محمد صادق) اسلام پر اعتراضات کا جواب نور الدین فصل الخطاب۔ تصدیق براہین احمدیہ۔ ینابیع الاسلام کا جواب۔

سردست ازالہ اوہام اور مضامین وفات حضرت مسیح کا مطالعہ کیا جائے اور ان کا امتحان ستمبر ۱۹۱۲ء میں لیا جاوے۔ بعض اوقات ایک خاص لیکچر بعض مضامین کے متعلق یہاں سے تیار کرکے خاص انصار کو دیا جایا کریگا۔ تاکہ وہ اس پر خوب مشق کریں۔

انصار اللہ کی فہرست وقتاً فوقتاً شائع کی جایا کریگی۔ انصار کو چاہیئے کہ باہم ملاقات کثرت سے کیا کریں۔ کسی شہر میں جائیں تو وہاں کے انصار کو تلاش کرکے ملیں خواہ پیچ ہی ہو۔ اگر ریل میں سفر کررہے ہیں تو جو اسٹیشن رستے میں آتے ہوں وہاں کے انصار کو اطلاع دیں تاکہ وہ اسٹیشن پر آکر مل جائیں۔ انصار سفر میں حتی الوسع انصار کے پاس ٹھہریں۔ ملیں تو صحابہ کی طرح دینی گفتگو کرکے ایمان تازہ کریں۔ اعتراض حل کریں۔ اور علمی افادہ ایک دوسرے سے حاصل کریں۔ خانگی امور میں باہم مشورہ طلب کرلیا کریں۔ مگر یاد رہے کہ مشورہ قبول کرنا فرض نہیں ہوتا۔ ہاں جب کسی بزرگ سے مشورہ لیا جائے۔ تو اس پر ضرور عمل کرنا چاہیئے۔ باہم دعوتیں کیا کرو۔ اور تمہارا باہم سلوک ایسا ہو۔ جیسے سگے بھائیوں کا ہونا چاہیئے۔

تمام انصار ایک ماہوار رپورٹ بھیجا کریں جس میں مندرجہ ذیل امور کے متعلق اطلاع ہو۔ درس تدریس قرآن و حدیث کا کس طرح ہوا۔ کتنا پڑھا یا پڑھایا۔ (قرآن کے معنے میں جرأت نہیں کرنی چاہیئے۔ بغیر سند کے معنے کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے) کیا تبلیغ کی۔ کیا نتیجہ نکلا۔ تبلیغ کا کیا کیا موقعہ ملا۔ مہینے میں کس کس بھائی سے ملاقات کی۔ اور محبت بڑھائی۔ کتنے لیکچر دیئے۔ تبلیغ میں کون کون فرقہ

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کون سی آپ کو شکائت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا۔ کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکائت۔ تپ۔ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری۔ قلب یعنی دل۔ دوّار۔ نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا۔ اگر بہت عرصہ یہی حالت ہو جاتی ہے۔ اور صحت ہو جاتی ہے۔ ڈونس کی ہاضمہ ہیجان۔ صفرا یصفراوی بخار۔ جسم کی نقاہت۔ امراض یعنی چکرانا۔ دردسر۔ مستورات کی بیماریاں رہی۔ تو خون کثیف ہمیشہ کے لئے خراب کی گولیاں ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد مادہ اور زہریلے ابخروں نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ قیمت ۴ر و ۸ر و ۱۲ر۔ ۲ر والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں جو ۴ر والی شیشی سے پنجگنی ہیں۔ ۲ر والی شیشی ڈونس پی ۱۶ و باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو۔

بچوں کی تندرستی

والدین کو ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ اگر سُست یا پژمردہ اور بھوک تھک گئی ہو۔ تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے۔ اس کے دودھ میں چند قطرے ملاکر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جائیگا۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا۔

اسکاٹس ایملشن مینوفیکچرنگ کیمسٹس لندن

عید کارڈ و عید رومال

ہماری پہلی ایجاد عید کارڈ اور دوسری ایجاد عید رومال جسقدر مقبول ہوئے ہیں اس کا اندازہ صرف اسی سے ہو سکتا ہے کہ جو لوگ پہلے منگانا بھول جاتے ہیں انہیں وقت پر بذریعہ تار منگانے پڑتے ہیں۔ چونکہ عید آنیوالی ہے اس لئے آپ ابھی سے فرمائش بھیج دیجئے۔ تاکہ وقت پر دوستوں کو یہ مناسب تحفہ بھیج سکیں۔

رومال ریشمی موزون اشعار و احادیث سے مزین فی ۶ر درجن للعہ
رومال پارچہ " " " " " فی ۲ر " عہ
رومال کاغذی " " " " " فی ۱ر " ۶ر
عید کارڈ لفافوں میں جانیوالے مقامات متبرکہ کے نقشوں سے مزین فی ۱ر " ۱۲ر
عید کارڈ سنہری پیسہ میں پوسٹ ہونے والے فی ۱ر " ۶ر
عید کارڈ سیاہ مقامات متبرکہ کے نقشوں کے علاوہ اشعار سے مزین فی ۱ر " ۳ر

المشتہر
منیجر عید کارڈ و عید رومال لاہور۔ اندرون دہلی دروازہ

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ۔ دوسرے دن صبح کو دست صاف ہوگا۔ پیٹ کی گرانی و مروڑ نہیں ہوگا۔ حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ۲۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے آئے ہیں۔ یہ گولیاں کل میں بنی ہیں مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں۔ ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہئے۔ قیمت سو گولی کی ڈبیہ ۵ر ایک سے ۶ ڈبیہ تک محصول ڈاک ۵ر

دردسر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں زیادہ ہو جاتا ہے۔ یہ دوا لحظہ میں اس کو پانی کر دیتا ہے اور ریاح جیسے ٹیس چمک۔ ٹیک۔ رگوں میں لہر۔ ٹیس کنکنی سے جو کہیں چھٹنے سے ہو۔ تو اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ دردسر نصف ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے درد ہو۔ فوراً دور ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے۔ قیمت ۳ ٹکیوں کی ایک ڈبیہ ۶ر۔ محصول ڈاک ایک سے ۶ ڈبیہ تک ۶ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

بھلائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی نہیں چلتا ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ بھلا اس میں بھی کچھ دھوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکائت کیلئے انشاءاللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہ تھا کہ ہم لکھ مارین کہ جواہرات تیار ہوتی ہیں اول نمونہ مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عہ

طلاء طلسمی۔ پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلا سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاءاللہ وہ اس کو مفید پائیں گے۔ قیمت ۶ ماشہ عہ۔

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے اور قوت بصارت بڑھانے والا۔ قیمت فی تولہ ۸ر

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا قیمت فی بکس ۴ر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

ایک ضروری اعلان

میرے دوستو! میں دردِ دل سے یہ اعلان شائع کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ تمہاری بھلائی کے لئے کرتا ہوں۔ میرے دل کو بہت دُکھ پہنچتا ہے۔ جب میں دیکھتا ہوں کہ تم میں بہت سے ایسے ہیں۔ جو اپنے اصل فرض سے غافل ہو کر نکمی بحثوں اور لغو جھگڑوں میں اپنے اوقات کو ضائع کرتے ہیں۔ کیا تم اس بات سے واقف نہیں ہو۔ کہ کس غرض کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو دُنیا میں قائم کیا ہے۔ یاد رکھو کہ جن بحثوں اور جھگڑوں کو تم تازہ کرنا چاہتے ہو۔ اُنہی کے لئے یہ سلسلہ قائم ہوا ہے۔ پس اگر تم ابھی سچی راہ پر قدم نہ مارو گے۔ جو تمہیں دکھائی گئی ہے۔ اور جس کی حجت بھی تم پر پوری ہو چکی ہے۔ تو خدا کو بھی تمہاری کوئی پرواہ نہیں ما یعبؤ بکم ربی لولا دعاؤکم۔ تم وہ لوگ ہو۔ جو ایک دفعہ نہیں۔ دو دفعہ یہ معاہدہ اللہ تعالیٰ کے حضور کر چکے ہو۔ کہ ہم دین کو دُنیا پر مقدم کرینگے اور خوب سمجھ لو کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے عہد کر کے توڑ تا ہے وہ سخت قابل مواخذہ ہے۔

یہ بھی یاد رکھو۔ کہ ایمان بغیر ایمان صالحہ کے کچھ چیز نہیں بہت سے لوگ ہوتے ہیں۔ جو دعوی کرنے میں تو سب سے آگے قدم رکھتے ہیں مگر عمل کے وقت کچھ بھی نہیں۔ اگر تم کو یہ دعوی ہے۔ کہ تم مرزا صاحب پر ایمان لائے ہو۔ تو یہ دعوی کسی وقعت کے قابل نہیں۔ جب تک تم اپنے عمل سے اس دعوی کی سچائی کو ثابت کر کے نہ دکھاؤ۔ جب تک ان کاموں میں دلی جوش اور سچی ہمدردی سے حصہ نہ لو۔ جو تمہیں کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ اور صدق دل سے ان احکام کے بجا لانے میں ساعی نہ رہو۔ جو تم کو دیئے گئے ہیں۔ میں اپنے نفس کے لئے تم سے کچھ نہیں۔ ان اجری الا علی اللہ۔ بلکہ تمہاری بھلائی کے لئے تمہیں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ تم چندوں میں سستی کو چھوڑ دو۔ میں تمہیں اس اشتہار کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان لوگوں کے ساتھ جو مرید کہلاتے ہیں **آخری فیصلہ** قرار دیا ہے جس میں آپنے یہ تحریر فرمایا ہے:

"یہ اشتہار کوئی معمولی تحریر نہیں۔ بلکہ اُن لوگوں کے ساتھ جو مرید کہلاتے ہیں۔ یہ آخری فیصلہ کرتا ہوں۔ مجھے خدا نے بتلایا ہے کہ میرا انہیں سے پیوند ہے یعنی وہی خدا کے دفتر میں مرید ہیں جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں مگر بہتیرے ایسے ہیں کہ گویا خدا تعالیٰ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ سو ہر ایک کو چاہئے کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے عہد کر کے اپنی خاص تحریر سے اطلاع دیں۔ کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے۔ مگر چاہئے کہ اس میں لاف گزاف نہ ہو۔ جیسا کہ پہلے بعض سے ظہور میں آیا۔ کہ اپنی زبان پر وہ قائم نہ رہ سکے۔ سو انہوں نے خدا کا گناہ کیا جو عہد کو توڑا۔ .. .. اس اشتہار کے شائع ہونے سے تین ماہ تک ہر ایک بیعت کرنے والے کے جواب کا انتظار کیا جائیگا کہ وہ کیا کچھ ماہواری چندہ اس سلسلہ کی مدد کے لئے قبول کرتا ہے۔ اور اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا تو سلسلہ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جائیگا۔ اور مشتہر کر دیا جائیگا۔ اور اگر کسی نے ماہواری چندہ کا عہد کر کے تین ماہ تک چندہ کے بھیجنے سے لاپرواہی کی تو اس کا نام بھی کاٹ دیا جائیگا۔ اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہر گز ہر گز نہیں رہیگا"

اب اس سے بڑھکر میں تمہیں کیا کہہ سکتا ہوں۔ کہ جو لوگ چندہ نہیں دیتے یا چندہ دینے میں سستی اور کاہلی سے کام لیتے ہیں وہ خود ہی سوچ لیں کہ کہاں تک وہ احمدی ہیں۔ کسقدر افسوس کی بات ہے کہ دوسروں کا نقص تو چینتے ہیں۔ اور اپنی حالتوں پر کچھ غور نہیں کرتے۔ بہت سے آدمی ہماری نگاہ میں ہیں۔ جنہیں بہت کچھ دعوی ہے۔ کہ ہم یہ ہیں اور وہ ہیں مگر وہ دیتے کچھ نہیں وہ خدا کے لئے سوچیں کہ آیا وہ حقیقی طور پر اس سلسلہ میں شامل بھی ہیں یا نہیں خدا کو وہی لوگ پیارے ہیں جو اپنے ایمان کو اپنے اعمال سے پختہ کرتے ہیں۔ بعض ایسے مخلص بھی ہیں جو بہت غریب ہیں اور اپنے لئے کوئی مستقل معاش بھی نہیں رکھتے مگر ہاں جب ان کو کچھ مل جاتا ہے تو وہ چندہ میں دیتے ہیں جیسے یہاں حافظ معین الدین حضرت صاحب کے پُرانے خادم ہیں۔ کوئی شخص یہ نہ خیال کرے کہ میں بہت نہیں دے سکتا۔ جس حد تک کوئی شخص استطاعت رکھتا ہے اُسی حد تک ادا کرے مگر یہ ضروری ہے کہ مقررہ چندہ کی ادائیگی کو اپنے اوپر قرض کرلے اور وقت مقرر پر اس کی ادائیگی میں غفلت نہ کرے۔ تمہارے مالوں کے اللہ کی راہ میں خرچ ہونے سے تم ہی کو فائدہ ہوگا۔ بہت سے ہیں جو دعوی تو یہ کرتے ہیں کہ ہم نے دین کو دُنیا پر مقدم کیا ہے۔ مگر دین کے لئے کچھ مانگا جائے تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے پاس کچھ نہیں۔ حالانکہ دُنیا کے لئے اگر خرچ کرنے کی ضرورت ہو۔ یا محض نمود کے لئے بھی۔ تو اس بات سے بھی پرہیز نہیں کرتے کہ قرض لیکر خرچ کریں بلکہ سود پر قرض لیکر بھی خرچ کرلیتے ہیں۔ وہ غور کریں کہ خدا کی راہ میں دینے کے لئے کیوں وہ ویسا جوش دکھا نہیں سکتے۔ جو دُنیا کے لئے خرچ کرنے میں دکھاتے ہیں۔ کیا اس سے ان کا دین کو دُنیا پر مقدم کرنے کا دعوی سچا ثابت ہوتا ہے یا جھوٹا۔

دیکھو میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم روپے کو اپنا معبود مت بناؤ۔ یہ تمہارے کسی کام نہیں آئیگا۔ جس نفس کے حظ کے لئے جس اہل و عیال کے لئے۔ جن دوستوں کے لئے تم ناجائز کماؤ گے یا خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے رکو گے وہ تمہیں کبھی کوئی فائدہ نہ دیں گے اور اس طرح سے تمہارے دل کو کبھی اطمینان اور خوشی نصیب نہیں ہوسکتی بلکہ حرص کی جلن دن بدن ترقی کرتی چلی جاویگی۔ اور تمہارے ایمان کو بھی برباد کر کے چھوڑیگی۔

یہاں ایک لنگر خانہ ہے۔ جو ان لوگوں کے لئے ہے۔ جو اپنے دُنیوی کاروبار سے فراغت کا وقت نکال کر یہاں علم دین سیکھنے کے لئے آتے ہیں۔ یہ اس سلسلہ کی سب سے پہلی شاخ ہے۔ وہ بھی اس وقت قریباً دو ہزار روپے کا مقروض ہے۔ اگر سب احمدی اپنے اوپر حسب استطاعت ایک رقم مقرر کر کے اسے باقاعدہ ادا کریں تو اس کے اخراجات بآسانی چل سکتے ہیں۔ مگر بہت ہیں۔ جن کو باوجود بار بار کی تاکید کے اس طرف توجہ نہیں ہوتی۔ یا کوئی رقم مقرر کر کے وعدہ کرلیتے ہیں۔ تو پھر ادا نہیں کرتے۔ پھر ایک مدرسہ ہے۔ جس میں تمہارے بچوں کی دینی و دُنیوی تعلیم کا سامان کیا گیا ہے۔ اور اس زہریلی ہوا سے بچانے کی فکر اس میں کی جاتی ہے۔ جس نے بہت سی روحوں کو ہلاک کردیا ہے۔ ایک دوسرا مدرسہ ہے۔ جس میں صرف دینی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کے استحکام کے لئے ابھی بہت سے روپے کی ضرورت ہے۔ اشاعت اسلام کا سلسلہ ہے۔ یتامی اور مساکین کے لئے علیحدہ ضرورت ہے۔ ایسے ہی اور کئی قسم کے ضروری کاروبار ہیں جن میں تم سب کو حصہ لینا ضروری ہے۔ پھر ان کے ساتھ ہر ایک کام کے لئے عمارت کی ضرورت ہے۔ تمہیں ان اخراجات کا فکر کم از کم اتنا تو ہونا چاہیئے۔ جتنا اپنی ضروریات کا فکر رکھتے ہو۔

میں آخر میں پھر تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ہر قسم کی لغو بحثوں کو چھوڑ دو۔ ان سے نہ تمہارے دین کو فائدہ پہنچ سکتا ہے نہ دُنیا کو آپس میں تنازعات اور جھگڑوں کو چھوڑ دو۔ اور محبت اور رحم کا برتاؤ کرو۔ بڑے چھوٹوں کو اپنا بھائی سمجھیں اور ان کی تحقیر نہ کریں۔ چھوٹے بڑوں کا ادب کریں۔ چاہئے کہ کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے۔ اور اگر ایک شخص زیادتی کرتا ہے تو دوسرا بجائے بالمقابل جواب دینے کے صبر سے کام لے۔ ان اغراض کے لئے جو سلسلہ کے اہم اغراض ہیں۔ چندہ دینے کو اپنے اوپر فرض کرلو۔ دُنیا کی حرص کو کم کرو۔ اور ہر ایک قسم کے ناجائز طریق حصول روپیہ کو سخت آگ سمجھو میں نے محض تمہاری خیر خواہی کے لئے اور تمہارے ساتھ ہمدردی کی وجہ سے یہ باتیں تم کو کہی ہیں۔ اگر تم ان باتوں کو مان لوگے۔ تو دُنیا و آخرت میں سُکھ پاؤ گے۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ!

نور الدین۔ ۷- اکتوبر ۱۹۱۱ء

حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشادات

صحابہ کس سادگی میں زندگی بسر کرتے تھے فرمایا۔ وہ کیا عجیب نظارہ ہوگا۔ کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی کے گھر میں گئے۔ آپ کے ساتھ بارہ صحابی تھے۔ ان میں سے ہر ایک سر سے ننگا تھا۔ کسی کے گلے میں کرتہ نہ تھا۔ کسی کے مونڈھے پر چادر نہ تھی اور کسی کے پاؤں میں جوتا نہ تھا۔ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں آپ کے ساتھ چلے جاتے تھے۔ دیکھو اصحابہ کس حالت میں اپنی زندگی بسر کرتے۔ اور اس وقت یہ پیشگوئیاں ہوتی تھیں۔ کہ ہم قیصر و کسریٰ کے فاتح ہوں گے۔

ایک شخص نے کہا کہ اس وقت عام طور پر غربت تھی اور سب لوگوں کا یہی حال ہوگا۔ فرمایا۔ نہیں۔ سب ایسے نہ تھے۔ ابوجہل کے اونٹ کی نکیل سونے کی تھی۔

قرض سے بچنے کا علاج ایک شخص نے عرض کی کہ میں مبلغ پچیس ہزار روپے کا مقروض ہوں فرمایا۔ اس کے لئے تین علاج ہیں۔ (۱) استغفار کرو۔ (۲) فضولی چھوڑ دو۔ (۳) ایک پیسہ بھی ملے تو قرض خواہ کو دیدو۔

یقین فرمایا۔ کوئی عقلمند جان بوجھ کر کوئیں میں نہیں گرتا آگ میں نہیں گھستا۔ بلکہ کوئی جانور بھی اپنے آپ کو پہاڑ سے نہیں گراتا۔ کیوں؟ اس واسطے کہ اُسے یقین ہے۔ کہ اگر میں ایسا کروں گا۔ تو تباہ ہو جاؤں گا۔ ہلاک ہو جاؤں گا۔ یہ یقین ہے۔ جو اُسے موت سے بچاتا ہے۔ اور دینی معاملات میں اسی یقین کی کمی ہے۔ جو لوگوں سے گناہوں کا ارتکاب کراتی ہے۔ دعوی تو ہے کہ ہم خدا۔ نبی۔ قرآن اور جزا اور سزا پر ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن یہ یقین اور ایمان اگر فی الواقع ہے۔ تو پھر کیوں دغا اور فریب عام ہے۔ یقین تو بدی سے روکتا ہے۔ کوئی اپنی ماں کے سوائے دوسری عورت کے پاس نہیں جاتا۔ پھر لوگ کیوں اپنے خدا کو چھوڑ کر دوسرے کے پاس جاتے ہیں۔ اگر جزاء اور سزا پر ایمان اور یقین ہے۔ تو پھر احکام الٰہی کی خلاف ورزی کیوں ہے۔ یاد رکھو۔ جتنی

یقین کی کمی ہے۔ اتنا ہی انسان بدی کا مرتکب ہوتا ہے۔ بھلے نے بنانے سے سیدھا ہی کیوں نہیں کہہ دیتے۔ کہ ہم نہیں مانتے۔

ستاری سے فائدہ اٹھاؤ

فرمایا۔ انسان بدی اور بدکاری کرتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اُس پر ستاری کرتا ہے۔ پردہ پوشی کرتا ہے۔ رحم کرتا ہے۔ انسان رات کو بدی کرتا ہے۔ صبح اس کے ماتھے پر لکھی ہوئی نہیں ہوتی۔ کیوں اس واسطے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے رحم سے فائدہ اٹھائے اور توبہ کرے اور آئندہ بدی سے پرہیز رکھے۔

بدی سے بچنے کا نسخہ

فرمایا۔ بدی سے بچنے کا یہ گُر ہے کہ انسان علم الٰہی کا مراقبہ کرے۔ سوچے اور فکر کرے اور بار بار اس بات کو دل میں لائے اور اس پر اپنا یقین جمائے۔ کہ خدا علیم ہے۔ خبیر ہے۔ وہ مجھ کو دیکھ رہا ہے۔ میرے ہر فعل کی اس کو خبر ہے۔ اس طرح ریاضت کرنے سے انسان بدی سے بچ جاتا ہے۔

بے فائدہ بحث

فرمایا بعض لوگ بیفائدہ بحثوں میں پڑتے ہیں مثلاً یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین مومن تھے یا کافر تھے۔ یہ بیہودہ بحث ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ دن کا زمانہ تھا۔ جبکہ سورج روشن تھا۔ آنحضرت سے قبل کا زمانہ رات کا زمانہ تھا۔ رات کے وقت میں جو لوگ ہوتے ہیں۔ ان پر کفر و اسلام کا فتویٰ کیا۔ وہ تو اندھیرے میں چلے گئے۔ وہ لوگ بڑے گنہگار ہوتے ہیں جو مصلح کا زمانہ پاتے ہیں اور پھر اس کا انکار کرتے ہیں۔ رات کو غفلت کا وقت ہوتا ہے۔ مگر جب جگانے والا آگیا۔ تو اس کے نہ ماننے والا ملزم ہوتا ہے۔

ایک روز درس قرآن کریم ختم کرتے ہوئے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں سمجھ دے۔ اللہ چاہے تو اپنے فضل سے تمہارے دل میں کوئی ایک بات بٹھا دے۔ اللہ کی کتاب کی قدر کرو۔ پھر سمجھو۔ اور عمل کرو۔

فرمایا بخل کے دُور کرنے کا علاج یہ ہے کہ جب ایک پیسے کا بخل ہو۔ تو دو پیسے دینے چاہئیں۔ اور دو پیسے کا بخل ہو تو چار دینے چاہئیں۔ اس کا میں نے جوانی میں خوب تجربہ کیا ہے۔ اور بہت فائدہ اُٹھایا ہے۔

سورۃ القصص کے آٹھویں رکوع کے درس کے بعد فرمایا کہ اس رکوع کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کسی کو کسی قسم کی عزت میسر ہو۔ تو اُس کو مغرور ہو کر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالے۔ خدا تعالیٰ بڑا قادر ہے۔ اُسے دیر نہیں لگتی۔ اللہ سے ڈرو۔ اس سے خوف رکھا کرو۔ بدی کا نتیجہ کبھی نیک نہیں ہو سکتا۔ اور نیکی کا نتیجہ کبھی برا نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں نیکی کی توفیق دے۔ آمین!

فرمایا۔ جو لوگ اپنے کو جبریہ کہتے ہیں۔ وہ دل سے اس عقیدہ کو نہیں مانتے۔ کیونکہ وہ اپنے دُنیاوی کاموں میں خوب خوب زور لگاتے ہیں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ نہیں جاتے۔ پھر دینی احکام کی بجا آوری میں جبر کے قائل ہیں۔ حضرت مولانا روم نے کیا خوب فرمایا ہے۔ ؎

اشقیا در کارِ عقبےٰ جبری اند
اولیاء درکار دُنیا جبری اند

فرمایا ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور اُسے لذت نہیں ملتی تو اس کو سوچنا چاہئے۔ کہ یہ بھی خدا کا فضل ہے کہ میں نے نماز تو پڑھلی دوسرا اس سے خالی ہے۔ وہ نماز سمجھ کر پڑھتا ہے مگر دُنیاوی خیالات نماز میں بھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ تو اُس کو بھی خوش ہونا چاہئے کہ سمجھ کر تو نماز پڑھنی نصیب ہوئی۔ تیسرا لذّت وہی پاتا ہے۔ اُس کو بھی خوش ہونا چاہئے۔ اسی طرح انسان ترقی کر سکتا ہے۔ شکر کرنے سے بھی ترقی ہوتی ہے۔ اگر پہلے ہی نماز کو اس خیال سے کہ لذّت نہیں ملتی۔ کوئی چھوڑ دے تو وہ کیا ترقی کریگا۔

ایک مبشر کشف

فرمایا۔ ایک دفعہ مجھے رویاء ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی کمر پر اسطرح اُٹھا رکھا ہے۔ جس طرح چھوٹے بچوں کو مشک بناتے ہوئے اٹھاتے ہیں پھر میرے کان میں کہا تو ہم کو محبوب ہے۔

کھجور

فرمایا۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ کھجور مومن کی پھوپھی ہے۔ اس پر بعض آریاؤں نے مذاق اڑایا ہے۔ لیکن ان کو اس کی وجہ معلوم نہیں۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے۔ کہ کھجور کا درخت آدم کی بقیہ مٹی سے بنا ہے۔ ہر چیز جب بنائی جاتی ہے۔ تو اُس کا کچھ بقیہ رہ جاتا ہے۔ جو زیادہ ضروری اور کارآمد نہیں ہوتا۔ لیکن اُسی کا جزو ضرور ہوتا ہے۔ کھجور ہی ایک ایسا درخت ہے۔ جس کا کوئی جزو بھی خراب اور بے مطلب نہیں ہوتا۔ اس پر حوادث بھی کم اثر کرتے ہیں۔ مومن کو بھی ایسا ہی بننا چاہئے۔

حمد

فرمایا۔ حمد کا لفظ قرآن شریف میں بھی آیا ہے اور حدیث میں بھی۔ لیکن ثناء کا لفظ قرآن شریف میں کہیں نہیں آیا البتہ حدیث میں آیا ہے۔

اور یہ غلط ہے کہ حمد کا لفظ صرف خدا کے لئے مخصوص ہے اور اوروں کے لئے جائز نہیں۔ دیکھو۔ خود نام محمدؐ ہی اس بات کو ثابت کر رہا ہے۔ کہ حمد کا لفظ اوروں کے واسطے آسکتا ہے۔ محمدؐ کے معنی ہیں حمد کیا گیا۔ ایسا ہی مقام محمود۔ جگہ حمد کی گئی۔ چونکہ قرآن شریف محمدؐ رسول اللہ اور مقام محمود دو جگہ اس بات کے ثبوت میں کافی ہیں۔ کہ حمد کا لفظ غیر خدا پر بھی استعمال ہوا ہے۔

احادیث بخاری

فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک سے لے کر پچاس برس تک مدینہ منورہ میں کوئی داعی بدعت نہیں ہوا۔ اسی لئے امام بخاری علیہ الرحمۃ کی عادت ہے۔ کہ مدینہ والوں کی روایات کو مقدم سمجھتے ہیں۔ امام بخاری بدعتیوں میں سے خارجیوں کی روایات کو تو لے لیتے ہیں۔ لیکن رافضیوں کی روائت کو شاذ ہی لیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خارجیوں کے ہاں جھوٹ کفر ہے اور شیعوں کے ہاں تقیہ کے رنگ میں جھوٹ بولنا جائز ہے۔ اسی طرح امام بخاری اُن روایات کو شیعوں اور خارجیوں سے ہرگز نہیں لیتے۔ جو اُن کے مذہب سے مخصوص ہوں۔

غربا پیچھے رہے

فرمایا۔ دین جسقدر اولیاء اللہ کے ذریعہ سے پھیلا ہے۔ اس قدر بادشاہوں کے ذریعہ سے نہیں پھیلا۔ اگر کوئی کہے کہ عالمگیر بادشاہ نے دین کی خدمت کی۔ تو اس سے پوچھا جائے۔ کہ گولکنڈہ میں کون تھا۔ جس کے ساتھ عالمگیر کے جنگ ہوتے تھے۔ وہ ایک سیّد تھا۔ تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا کہ ایک آدمی بھی عالمگیر کے ہاتھ پر مسلمان ہوا ہو۔ جب کبھی دینی کام ہوئے۔ غرباء سے ہی ہوئے۔

عربی لٹریچر

فرمایا۔ ہم نے جرمن کے پروفیسروں سے دریافت کیا۔ کہ وہ کون کون سی کتابیں ہیں جن کے پڑھنے سے عربی زبان بہت اعلیٰ درجہ کی آجائے۔ اُنہوں نے بالاتفاق مفصلہ ذیل کتابوں کا نام لکھا۔

قرآن شریف۔ بخاری۔ مسلم۔ آثار کی کتابیں۔ امام شافعی کی کتاب اُم۔ احیاء العلوم۔ جاحظ کی کل کتابیں۔ مبرد کی کتاب کامل۔ عقد الفرید۔ سیرۃ ابن ہشام۔ تاریخ طبری۔ فتوح البلدان تقویم البلدان۔ مقدمہ ابن خلدون۔ شفا۔ رحلہ ابن بطوطہ۔ الف لیلہ۔ کلیلہ دمنہ۔ سبع معلقہ۔ حماسہ آغانی۔ دیوان حریر۔ ابن ربیعہ۔ سقط الزند۔ قانون بوعلی سینا۔ سیرۃ المختار۔

فرمایا۔ ہم نے ان پر یہ کتابیں بڑھائی ہیں۔ مدونہ۔ مبسوط مغنی۔ محلی شیخ ابن تیمیہ۔ ابن قیم۔ تفسیر کبیر۔ امام غزالی کی کل تصانیف۔

بخاری

فرمایا۔ نوّے ہزار آدمیوں نے بخاری صاحب سے کتاب بخاری سُنی ہے۔

استاد ہوں تو ایسے

فرمایا۔ قبولیت دعا کے بھی عجیب عجیب رنگ ہیں۔ میرے ایک استاد تھے۔ جن کا نام حکیم علی حسین صاحب۔ میں ایک دفعہ انہیں ملنے گیا۔ اس وقت میری ماہوار آمدنی ایک ہزار روپے تھی۔ مگر جیسی میری عادت ہے۔ میرا لباس سادہ تھا۔ بلکہ کچھ میلا بھی تھا۔ مجھے دیکھ کر وہ گھبرائے اور کہنے لگے کہ میں جو خدا تعالیٰ سے دُعائیں مانگا کرتا ہوں۔ اُن کی قبولیت کے نشان میں ایک یہ دعا بھی مانگا کرتا ہوں۔ کہ میرا کوئی شاگرد ذلیل نہ ہو اور اس کی آمدنی ہزار روپے سے کم نہ ہو۔ تمہاری کیا حالت ہے۔ جب میں نے اپنی اصلی حالت کا اظہار کیا۔ تب ان کی تشفی ہوئی۔

موقع سے یوں فائدہ اٹھاتے ہیں

فرمایا۔ جب ہم حج پر گئے تو ہم نے ایک بات [illegible] سُنی ہوئی تھی۔ کہ مکہ میں جو شخص دعائیں مانگے ایک دعا اُس کی ضرور قبول ہوتی ہے۔ [illegible] درایت تو کوئی چنداں قوی نہیں۔ تاہم جب وہ دعا مانگنے لگے تو ہم نے یہ مانگا کہ یا الٰہی! میں جب مضطر ہو کر کوئی دعا تجھ سے مانگوں۔ تو اس کو قبول کر لینا۔

ایسا سوال ناجائز

فرمایا۔ ایک شخص نے ہم سے سوال کیا۔ کہ بتلاؤ۔ خدا کی شکل کیا ہے اور اس کی رنگت کیا ہے۔ میں نے کہا اچھا پہلے تم یہ بتلاؤ۔ کہ تمہاری آواز کی کیا شکل ہے۔ اور تمہاری قوت ذائقہ کی کیا صورت ہے۔ اور تمہاری بینائی کی کیا رنگت ہے۔ اُس نے کہا یہ تو ہم نہیں بتلا سکتے۔ لیکن ان چیزوں کا کم از کم مقام تو معین ہے۔ میں نے کہا اچھا بتلاؤ۔ تمہاری قوت واہمہ جو ذرا سی دیر میں سارا جہان گھوم آتی ہے۔ اُس کی کونسی جگہ مقرر ہے۔ اور زمانہ کی کونسی جگہ مقرر ہے۔ پس جبکہ ہم ایسی بہت سی مخلوق کو جانتے ہیں جس کی کوئی جگہ مقرر نہیں کر سکتے۔ پھر جب مخلوق میں ایسی مثالیں موجود ہیں۔ تو خدا تو پھر خدا ہے۔ ایک سیکنڈ کا لاکھواں حصہ بھی سارے جہان کو اپنی بغل میں لئے بیٹھا ہے۔ زمانہ موجود ہے۔ مگر اس کی کوئی شکل نہیں۔ اور نہ اس کا کوئی مکان مقرر ہے۔ تو خدا تعالیٰ کے متعلق ایسا سوال کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔

مومن

فرمایا۔ مومن وہ ہوتا ہے۔ جو دوسرے مومن کے لئے موجب راحت ہو۔

نیاز مندی

فرمایا۔ نیاز مندی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک خادمانہ ہوتی ہے۔ دوسری عاشقانہ ہوتی ہے۔ خادمانہ نیاز مندی یہ ہے کہ جیسے بادشاہ کے دربار میں انسان عمدہ لباس پہن کر قواعد کے مطابق وضعداری کے ساتھ حاضر ہوتا ہے۔ اس کی مثال مومن کی نماز اللہ تعالیٰ کے حضور میں ہے۔ دوسری نیاز مندی قواعد سے آزاد عاشقانہ رنگ میں ہوتی ہے۔ اس کی مثال اللہ تعالیٰ کی عبادت میں روزے اور حج کے ساتھ ہے۔

عمل تسخیر

فرمایا۔ جموں میں ایک مولوی صاحب میرے پاس آیا کرتے تھے۔ ایک دن کہنے لگے۔ آپ کو تسخیر کا علم ضرور آتا ہے مجھے بھی سکھلاؤ۔ میں نے کہا۔ وہ عمل یہ ہے کہ جب گھر سے نکلا کرو۔ تو یہ پڑھا کرو۔ بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ۔ کہنے لگا۔ یہ تو میں جانتا ہی ہوں کوئی نئی بات بتلاؤ۔

یار کا خیال ہو تو پھر اوروں پر نظر کہاں

فرمایا۔ ہمارے ملک میں ہیر اور رانجھا کا قصہ مشہور ہے۔ دو عاشق تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک مولوی صاحب نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ ہیر ان کے آگے سے گذر گئی۔ نماز سے فراغت کے بعد جب ہیر انہیں ملی تو اُنہوں نے شکوہ کیا۔ کہ دیکھ میں نماز پڑھتا تھا۔ تو میرے آگے سے گذری یہ گناہ ہے۔ اُس نے کہا اس وقت میں اپنے یار کے خیال میں بے خبر جا رہی تھی۔ میں نے نہ آپ کو دیکھا ہے نہ آپ کی نماز کو۔ اور تعجب ہے کہ آپ تو نماز میں تھے۔ چاہیئے تھا۔ کہ آپ کو اپنے خدا کا دھیان رہتا۔ میں کس طرح آپ کو نظر آ گئی۔ مولوی صاحب بہت شرمندہ ہوئے۔

الہامات رحمانی اور شیطانی

فرمایا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھی الہامات ہوتے ہیں اور شیطان اور نفس امارہ کی طرف سے بھی الہامات ہوتے ہیں۔ رحمانی اور شیطانی الہاموں میں فرق یہ ہے۔

(۱) خدا کے الہام کے ساتھ ایک سرور ہوتا ہے اور شوکت ہوتی ہے جو شیطانی الہامات میں نہیں ہوتی۔

(۲) خدا تعالیٰ کے الہامات کی عظیم الشان تائید ہوتی ہے۔

(۳) رحمانی الہام کے ساتھ اس کی سچائی کا کوئی نشان بھی ہوتا ہے۔

(۴) رحمانی الہامات کے ساتھ فرشتوں کی حفاظت ہوتی ہے۔ اور وہ فرشتے رسولوں کو نظر بھی آتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ فلاں سورۃ آئی تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ تھے مگر یہ حالت بڑے عظیم الشان لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے۔

یا رسول اللہ

فرمایا۔ یا رسول کر کے پکارنا جائز نہیں ہے۔ شاعر حالتِ شعر اور حالت وجد میں کہا جائے۔ تو اور بات ہے۔ ایہا النبی منصوص ہے اور عبادت میں ہے۔ لکھا ہے کہ عبادت میں قیاس جائز نہیں۔ لہٰذا اس پر قیاس کر کے یا رسول اللہ نہیں کہا جا سکتا۔

خلیفہ

فرمایا۔ خدا جسے چاہتا ہے۔ خلیفہ بناتا ہے۔ خدا کی مرضی سے خلافت ہوئی۔ خدا خود بناتا ہے۔ سورہ نور میں لکھا ہے کہ خدا خود خلیفہ بناتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے منبر پر خطبہ پڑھا۔ تو بعد میں خلیفہ ہوئے۔ خلافتیں قرآن شریف میں چار آئی ہیں:-

(۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے انی جاعل فی الارض خلیفہ۔

(۲) حضرت داؤد کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کہا۔

(۳) سورۃ نور میں خلفائے راشدین کا وعدہ ہے۔

(۴) سارے جہان کو خلیفہ کہا۔ ثم جعلناکم خلٰئف فی الارض۔

مریض دل

فرمایا۔ جس آدمی میں قوت فیصلہ اور تاب مقابلہ نہ ہو سمجھو کہ اس کا دل مریض ہے۔

صحابہؓ کس طرح فتح پاتے تھے

فرمایا۔ صحابہ کرامؓ نے مفصلہ ذیل قواعد پر عمل کر کے فتوحات حاصل کیں۔ (۱) خشوع فی الصلوٰۃ۔ مومن خاشع وہ ہے۔ جسے اپنی قوت اپنے علم اپنے جتھے کسی کا گھمنڈ نہ ہو۔ اس زمین کی طرح ہو۔ جو پانی کی محتاج اور اُس کے اثرات قبول کرنے کے لئے بالکل تیار رہے۔ اَلَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِہِمْ خَاشِعُوْنَ۔ (۲) اعراض عن اللغو۔ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ۔ (۳) زکوٰۃ۔ اپنے مال۔ قوٰی کا حصہ اللہ کے نام پر دینا۔ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فَاعِلُوْنَ۔ (۴) حفظ فروج۔ اپنے سوراخوں کی حفاظت۔ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِہِمْ حَافِظُوْنَ (۵) امانت و عہد کا لحاظ کرنا۔ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِہِمْ وَعَہْدِہِمْ رَاعُوْنَ (۶) محافظت صلوٰۃ۔ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِہِمْ یُحَافِظُوْنَ۔

وعدہ و وعید دونو ٹل سکتے ہیں؟

سورۃ مومنون میں جب ہم یہ آیات پڑھتے ہیں قل رب اما ترینی ما یوعدون رب فلا تجعلنی فی القوم الظلمین وانا علٰی ان نریک ما نعدھم لقادرون۔ تو یہ دو باتیں کھلتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اللہ کی ذات کسقدر غنا میں پڑی ہوئی ہے۔ کہ وہ انبیاء جن کے مبارک وجود کی خاطر بعض اوقات تمام ملک کو بھی غرق کر دیتا ہے۔ اس کے حضور گڑ گڑانے کے محتاج ہیں۔ اور دعا کی احتیاج سے خالی نہیں۔ اب دیکھیئے۔ حضرت نبی کریم صلعم کی خاطر عذاب آتا ہے۔ مگر دوسری جانب آپ ہی کے منہ سے کہلواتا ہے۔ رب فلا تجعلنی فی القوم الظلمین یعنی اے میرے رب مجھے ظالموں کی قوم میں نہ گردانیو اس آفت میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ دوم یہ کہ وعدہ ہو یا وعید وہ ضرور ٹل سکتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ انا علی ان نریک ما نعدھم لقادرون۔ یعنی ہم جو ان کو وعدہ دیتے ہیں۔ اس کے دکھانے پر قادر ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ ضرور وہ وعدہ اسی رنگ میں پورا کریں گے۔ بلکہ یہ فرمایا کہ قادر ہیں چاہیں تو اسے بدل کر کسی اور رنگ میں پورا کر دیں۔ یہ نکتہ معرفت اگر خوب سمجھ لیا جائے۔ تو پھر بروز محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں پر کوئی اعتراض نہیں رہتا۔

آجکل کی تہذیب غلط ہے

آجکل کے مہذب جو جنٹلمین کہلاتے ہیں جب اپنی کسی کمزوری کو چھپانا چاہتے ہیں تو یہ عذر کر دیتے ہیں۔ یہ پرائیویٹ بات ہے۔ مگر یہ طرز اسلام کا نہیں۔ مومن جو کچھ کرتا ہے۔ اپنے مولیٰ کی اطاعت میں کرتا ہے۔ اس لئے وہ بزدل نہیں ہوتا۔ قرآن کریم میں کئی جگہ نبی کریم صلعم کے خانگی امور کا ذکر ہے۔ کیونکہ آپ کی ذات ستودہ صفات تمام جہانوں کے لئے اسوہ حسنہ تھی۔ آپ کا تھوکنا۔ آپ کا پیشاب کرنا۔ آپ کا اٹھنا بیٹھنا آپ کا اپنی بیویوں سے طرز معاشرت سب ہی کچھ محفوظ ہے۔

نبی کریمؐ کا تعلق بارگاہ ایزدی سے

عرب لوگوں میں یا تو لڑائی جھگڑوں وغیرہ کا ذکر ہوتا رہتا تھا۔ یا صحرائے بے آب و گیاہ یا شراب شہوت کے محلوں کا۔ اونٹنیوں کا۔ کھجوروں کا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے صفات۔ افعال۔ نعم۔ نقم کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ قرآن مجید کا ایک ایک رکوع غور سے دیکھو۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال سے خالی نہیں جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آپ صلعم کو کتنا بڑا تعلق بارگاہ ایزدی سے تھا۔

صحابہ کرامؓ کی خصوصیات

جیسا کوئی نبی بہرہ نہیں ہوا ایسا ہی کوئی صحابیؓ بہرہ نہیں تھا۔ تاکہ کلام نبوی سے محروم نہ رہے۔ پھر آنی بڑی قوم میں روایت کے اعتبار سے کسی کا جھوٹ ثابت نہیں ہوگا۔ سبحان اللہ نبی کا صدق اس قدر بر تو انداز تھا۔ کہ کسی روایت کے صدق کے لئے صرف اس قدر ثبوت کافی ہے۔ کہ ایک صحابی کہتا ہے کہ میں نے نبی کریم صلعم سے سُنا۔

منکر فضیلت ابوبکرؓ منکر قرآن ہے؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اولو الفضل (صاحب فضیلت) فرمایا ہے۔ پڑھو یہ آیت۔ ولا یاتل اولو الفضل منکم والسعۃ ان یوتوا اولی القربی والمسٰکین والمہاجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم۔ بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ فضل سے مراد مال ہے۔ مگر ان کی تردید کے لئے والسعۃ ساتھ ہی فرمایا۔ اگر فضل سے مراد مال ہوتا تو سعۃ کو علیحدہ نہ فرماتا۔

اپنے مردے آپ نہلاؤ

حضرت امیر المومنینؓ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں ہمدردی یہاں تک کم ہوئی ہے۔ کہ انہوں نے اپنے مردوں کو آپ نہلانا چھوڑ دیا ہے۔ جب کوئی مرتا ہے تو اس کی جائیداد کو متقفل کرنے کی فکر میں لگ جاتے ہیں۔ اور اس کے نہلانے دھلانے کا کام کسی ملاں کے سپرد آٹھ دس آنہ کے پیسے دیکر کر دیتے ہیں۔ اسلام کا یہ دستور نہ تھا۔ حضرت نبی کریمؐ کو بھی اہل بیت حضرت علیؓ فضل۔ اسامہ نے غسل دیا۔ میں چاہتا ہوں کہ کم از کم احمدی احباب اس سنت کو جاری رکھیں۔ اور وہ اپنے مردوں کو خود غسل دیا کریں۔ (تشحیذ)

مسلمانان ہند جنگ اٹلی کے متعلق جوش کو روکیں

اور

گورنمنٹ کے جدید اعلان کی قدر کریں

اٹلی نے جو خلاف دانش و انصاف کاروائی کی ہے۔ وہ کسی حالت میں قابل تحسین نہیں ہو سکتی۔ اس لحاظ سے کہ اٹلی یسوع کے قائمقام کا مرکز ہے اور وہاں سے یہ خلاف دیانت و مذہب شرارت پیدا ہوئی ہے اور بھی قابل ملامت ہے۔ ہر شخص جو مذہبی کتابوں کا کچھ بھی مطالعہ رکھتا ہے ایک طرف وہ امن کی انجیل میں یسوع مسیح کا پہاڑی وعظ پڑھتا ہے اور اسی انجیل میں دیکھتا ہے کہ اگر کوئی کرتہ مانگے تو چغہ بھی دیدے اور دوسری طرف اس قوم کو جو اپنے نبی اور رسول نہیں بلکہ خود خدا اور خدا کے بیٹے کے بروز اور مظہر پاپائے روم کے زیر تربیت تیار ہوئی ہے یہ عمل ہے کہ بلاوجہ و بدوں کسی حق کے طرابلس پر جابرانہ قبضہ کرنے کو حملہ آور ہوئی ہے۔ اس نمونے سے یہ بخوبی سمجھ میں آ سکتا ہے۔ کہ کم از کم اٹلی کا

ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دینے

کے مقولہ پر کہاں تک عمل ہے۔ اس جنگ سے ترکوں یا اٹلی کا کیا نفع یا نقصان ہوگا۔ اس پر مجھے اس وقت بحث کرنے کی حاجت نہیں

مگر اس میں کوئی کلام نہیں۔ کہ اٹلی کا یہ غاصبانہ حملہ طرابلس پر نہیں۔ بلکہ سچ پوچھو تو

ساری گولہ باری انجیل پر ہے

کیونکہ اس سے عملی طور پر ثابت ہو گیا کہ انجیل میں جو کچھ بھی پیش کیا گیا ہے وہ عمل کے لئے نہیں بلکہ محض ہاتھی کے دکھلانے کے دانتوں کی طرح ہے۔ اگر یورپ کی کوئی ایسی سلطنت جہاں عیسائیت کا مظہر اور سب سے بڑا انسان (ان کے عقیدے کے موافق) نہ رہتا ہوتا۔ تو شاید کسی حد تک یہ طرز عمل مذہبی نقطہ خیال سے قابل ملامت نہ ہوتا۔ مگر پوپ کے شہر سے اور عمانوئیل کی حکومت کے نیچے سے یہ شرارت پیدا ہوئی ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ

انجیل قابل عملدرآمد نہیں

یہ ٹرکی اور اٹلی کے جنگ کے متعلق مذہبی نقطہ خیال سے میری رائے ہے۔ اٹلی دنیوی رنگ میں جو کچھ اس کا خمیازہ بھگتیگی۔ وہ بعد میں معلوم ہو جائیگا۔ مگر اس میں تو کوئی شبہ نہیں کہ مذہبی حیثیت سے اس کو ناقابل تلافی شکست ہو چکی ہے اور ہمیشہ کے لئے اس نے ثابت کر دیا ہے کہ پوپ کے شہر سے

عیسائیت کی تعلیم پر حملہ ہوا ہے

یورپ کے تمام اخبار متفق اللفظ ہو کر اٹلی کو ملامت کر رہے ہیں۔ کہ اس کا یہ فعل تہذیب و سیاست کے چہرہ پر ایک داغ ہے مگر مجھے تعجب ضرور ہے۔ کہ جب یورپ اس کو صریح ناانصافی اور ظلم اور جبر قرار دیتا ہے۔ تو کیوں وہ خاموشی کے ساتھ ایک ظالم کو موقعہ دیتے ہیں کہ وہ اپنے ظلم کے فعل کو پورا کرے۔

مجھے اس تہذیب اور برداشت کے اصول کی بھی سمجھ نہیں آتی کہ یہ کس سیاسی قانون میں درج ہے کہ ظالم اور مجرم کو ارتکاب جرم کا موقعہ دیا جاوے۔ وہ لوگ جو اسلامی جنگوں پر جو محض دفاعی تھیں اعتراض کیا کرتے ہیں۔ خصوصاً ہمارے عیسائی مخالفین۔ وہ اٹلی کی اس کارروائی اور یورپین سلطنتوں کی خاموشی پر غور سے نگاہ کریں۔

غرض اٹلی کی یہ جنگ۔ انجیل کی تعلیم کے خلاف خطرناک حربہ ہے اور اب یسوع مسیح کے بڑے اور بقول حضرت صادق کیلئے انجیلی عفو اور برداشت کی شیخیاں مارنے کی جرات نہ کریں گے۔

اس کے بعد مجھے اپنے برادران اہل اسلام سے کچھ عرض کرنا ہے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں بھی اس کے متعلق اشارہ کیا ہے اور آج کسیقدر اور صراحت اور وضاحت سے لکھتا ہوں۔ اس جنگ کے چھڑنے سے جو کہ محض ایک ڈکیتی کا رنگ رکھتی ہے۔ یہ قدرتی امر ہے کہ مسلمانوں میں جوش پیدا ہو۔ اور اپنے برادران مذہب کے لئے ہمدردی اور حمایت کے جذبات کو اپیل ہو۔ یہ جوش محض اس لحاظ سے کہ اس سے قوم میں ایک زندگی پیدا ہوتی ہے۔ مبارک ہے۔ مگر اس سے کبھی غافل نہیں رہنا چاہئے کہ بعض اوقات ایسے عارضی جوش جو کسی حقیقت کے نیچے نہیں ہوتے [illegible] نقصان رساں بھی ہوتے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو نہایت اعتدال سے سوچ سمجھ کر کام کرنا چاہئے۔ جذبات کی اصلاح ہمیشہ مذہب کے نیچے ہوتی ہے۔ جب تک انسان اپنی خواہشوں کو ایک روحانی معلم کے سپرد نہیں کرتا۔ اور اس کے حکم کو ماننا اپنے لئے لازمی قرار نہیں دیتا۔ اٹھتے ہوئے جذبات اور بھڑکتی ہوئی خواہش اسے غلط راہ پر لے جاتی ہیں۔ پس میں محض اس خیال سے کہ اللہ تعالیٰ نے امر بالمعروف کا حکم دیا ہے۔ کہ ہر مومن کرے۔ اپنے مسلمان بھائیوں کو اس موقعہ پر بے جا جوش اور غیظ و غضب سے بچنے کی صلاح دیتا ہوں۔

ہماری گورنمنٹ نے بار دیگر اپنی نیوٹریلٹی کا اعلان کیا ہے اور رعایا کو بھی یہی مشورہ دیا ہے اس لئے ہمیں اس سے بہت کچھ فائدہ اٹھانا چاہئے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اس حکم کی پوری اطاعت اور فرمانبرداری کریں۔ جہاں تک حکومت۔ اخلاق اور ہمدردی اجازت دیتی ہے۔ ہم اپنے برادران دور کے لئے اس سے فرق نہ کریں۔ مگر عوام میں زیادہ جوش پیدا کرنا قرین مصلحت نہیں۔

غرض مسلمانوں کو اپنے جوش کو کم کرنا چاہئے اور اسے افراط و تفریط کی راہوں سے بچا کر اعتدال پر لانا چاہئے۔ اور کوئی حرکت ان سے ایسی سرزد نہ ہو۔ جو کسی حال میں ہماری اس گورنمنٹ کے خلاف منشاء ہو جس کو ہم دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت مانتے ہیں اور جو عدل و انصاف کے ساتھ ہم پر حکومت کرتی ہے۔ جس کے عہد میں ہم نے بہت بڑا آرام پایا۔ اور خدا تعالیٰ کے حکم کے موافق ہمیں اس کا فرمانبردار اور شکر گذار ہونا ضروری ہے۔ اس لئے وہ گورنمنٹ کے اس جدید اعلان کی قدر کریں۔ کیونکہ یہ محض اُن کی بھلائی کے لئے شائع کیا گیا ہے۔

امید ہے کہ وہ لوگ جو اس وقت مسلمانوں کی پولیٹیکل امور میں رہنمائی کرتے ہیں۔ وہ اس پر غور کریں گے اور وہ یہ خیال نہیں کریں گے کہ اس جوش سے مسلمانوں کی ہستی اور زندگی کا پتہ لگتا ہے۔ یہ زندگی جو محض عارضی ہو کچھ وقعت نہیں رکھتی۔ حقیقی زندگی کی روح مسلمانوں میں اُسی راہ سے نفخ ہو سکتی ہے۔ جس راہ سے پہلے ان میں زندگی آئی تھی۔ اور وہ یہ تھا

قرآن کریم کی حکومت کے نیچے آنا

جب تک اسی راہ کو جو صراط مستقیم اور اسوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اختیار نہیں کیا جائیگا۔ زندگی پیدا نہیں ہو گی۔ اس جوش کو سوڈا واٹر کا سا جوش سمجھنا چاہئے اور یہ مفید اور موثر نہیں گو تھوڑی دیر کے لئے اس کا کچھ اثر ہو۔ اور وہ بھی بے سود۔ اس سے مسلمانوں کے اخلاق ان کے اقتصادی امور اور سوشل معاملات پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ یہ ایک ایسی ہی بات ہے جیسے کیکر سنگھ اور غلام کی کشتی میں جوش پیدا ہو جایا کرتا تھا۔ یہ محض دھڑہ بازی ہے۔ حقیقی اخوت اور ہمدردی جب پیدا ہوتی ہے تو اس کے لئے دور و نزدیک اور رنگ و روپ کوئی شے نہیں ہوتا۔ ہماری محبت محض خدا کے لئے ہو۔ اور ہماری دشمنی محض خدا کے لئے ہو۔ اور ہماری دشمنی بھی محض اسی کے لئے۔ اگر اس جوش سے کوئی فائدہ اٹھانا چاہتے ہو۔ تو اے ملک کے اہل الرائے لوگو! کوشش کرو۔ کہ مسلمانوں میں دینی روح پیدا ہو۔ مگر یاد رکھو۔ یہ تمہارا کام نہیں اور نہ تم اس کے اہل ہو۔ اس کا اہل وہی قدسی نفس وجود ہو سکتا ہے جو اس غرض کے لئے دنیا میں آوے۔ انسانی وجود میں کچھ شک نہیں کہ دماغ اور دوسرے اعضا بڑا بڑا کام کرتے ہیں مگر دل ایک ایسی شے ہے کہ ان سب پر حکمران ہے۔ پس کسی اہل دل کے آگے جھکو وہ تمہیں ایک ایسی راہ بتائیگا۔ جس تمہارا بڑھتا ہوا جوش خدا کے لئے ہو جائیگا اور نفسانی جذبات کو وہ کچل دیگا۔ اس مقصد کے لئے خدا نے ایک سلسلہ قائم کیا ہے۔ اہل دنیا کی نظروں سے وہ پوشیدہ ہے۔ کیونکہ اس میں ڈپلومیٹک کارروائیاں نہیں۔ مگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ ظاہر ہو۔ اس لئے آؤ میں تمہیں اس نور کی طرف رہنمائی کروں۔ تاکہ ہر قسم کی ظلمت سے نکل کر تم روشنی میں آؤ۔ اور خود شناسی اور خود فراموشی کی حقیقت تم پر کھلے۔ وہ یہی احمدیہ سلسلہ ہے جو منہاج نبوۃ پر قائم ہوا اس کا بانی مرفوع ہو چکا ہے۔ اور اس کا سچا جانشین اُسی قوت اور نور معرفت سے رہنمائی کرتا ہے۔ ن

بشتاب گر عاقلے در یاب گر صاحب دلے
شائد کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

حضور شہنشاہ معظم کا عزم ہندوستان!

(لندن ۱۱- نومبر) حضور شہنشاہ معظم کی روانگی کے وقت سرکاری شان و شوکت کا بہت کچھ اظہار ہوا۔ حضور ممدوح ایک کھلی گاڑی میں قصر بکنگھم سے روانہ ہوئے۔ ہاؤس گارڈ کا ایک دستہ ہمراہ تھا۔ پرنس آف ویلز اور پرنسس آف میری بھی ہمراہ تھیں۔ راستہ پر خلقت کا ہجوم تھا۔ جو ہر گاڑی کے پہونچنے پر نہایت جوش سے تالیاں بجاتے تھے۔ وکٹوریہ اسٹیشن پر ۳۰۰ معززین و مشاہیر کا مجمع تھا جس میں خاندان شاہی کے ہر ایک ممبر کے علاوہ سفیران ممالک غیر اور سنز ایکوتھ ارک بشپ کنٹربری ممبران کیبنٹ و دیگر مشاہیر شامل تھے۔ قومی گیت بجائے جانے کے بعد حضور ممدوح پون گھنٹہ تک گفتگو میں مصروف رہے۔ بعد ازاں گاڑی روانہ ہوئی اور "خدا بادشاہ کو سلامت رکھے" کے نعروں نے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ ہر میجسٹی کوئن الگزینڈرا اور پرنس آرتھر آف کناٹ پورٹسمتھ تک ہر میجسٹی زیٹ کے ہمراہ گئے پورٹسمتھ کے پہنچنے پر بحری اور فوجی افسران نے حضور کا استقبال کیا۔ یہاں سے آپ جہاز مدینہ پر سوار ہوئے اور شاہی جھنڈا استول پر چڑھایا گیا۔ ادھر توپوں کی سلامی سر ہوئی۔ اس کے بعد لنچ تناول کیا گیا۔ پارٹی میں کوئن الگزینڈرا۔ شہزادی ماد۔ شہزادی وکٹوریا پرنسس آف ویلز اور شہزادی میری شامل تھیں۔ جہاز مدینہ کی روانگی سے پہلے جانبین کی طرف سے الوداعی رسومات عمل میں آئیں۔ بعد کی خبر کہ پورٹسمتھ پر شہنشاہ معظم و ملکہ معظمہ کا مسٹر چرچل و لارڈ آف ایڈمرلٹی نے استقبال کیا۔ بندرگاہ کے تمام جہازوں نے سلامی اوتاری۔ لنچ کے وقت صحت کا جام تجویز کیا نہیں گیا۔ تماشائیوں کا ہجوم تھا۔ الوداعی رخصت بڑی رقت آمیز تھی بارش موسلا دھار ہو رہی تھی۔ توپوں کی آواز سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ جہازوں کے باجوں نے "قومی گیت" گایا۔ اور شاہی ممبر جب تک مدینہ نظر سے غائب ہو گیا۔ برابر رومال ہلاتے رہے ایک حادثہ ہوتے ہوتے بچ گیا۔ ایک چھوٹا جہاز کسی طرح اپنی جگہ سے اکھڑ گیا اور قریب تھا کہ جہاز مدینہ سے اس کی ٹکر ہو جائے۔ مگر خیر گذری۔ حضور ملک معظم اور ملکہ معظمہ جہاز مدینہ میں سوار ہو کر ہندوستان کی سمت روانہ ہو گئے۔ جہاز کو رسے ہوم فلیٹ کی اول ڈویژن اور اول سکواڈرن کروزر مقام سپٹہیڈ پر ملی اور رود بار انگریزی کے اندر اس کی حفاظت کرتی ہوئی۔ بحری جلوس کے دیکھنے والوں کے دلوں پر لاثانی اثر پڑتا تھا۔ کیونکہ اس میں دنیا کے عمدہ ترین دس جنگی کروزر شامل تھے۔ اخبار ملک معظم کی روانگی پر مضامین لکھ رہے ہیں۔ وہ مملکت ہند و جلن اور فرمانروا کے لاثانی دورہ کی کامیابی کے لئے نیک آرزوؤں سے لبریز ہیں۔

وقت

تعلیم الاسلام اسکول کے ایک طالب علم سید محمد یوسف سپیشل کلاس نے بورڈنگ کی انجمن الاخوان میں کوہ بلا منرل کے ماتحت جو لیکچر سنایا۔ درج ذیل ہے اور امید ہے۔ ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوگا۔ (محمود احمد)

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ

اے تمام عالموں کے پیدا کرنے والے مالک! میں کمزور و ناچیز اس قابل بھی نہیں ہوں کہ تیرے ان گنت اور بے انتہا انعام کا جائزہ لے سکوں۔ جو تو نے باوجود میری غفلتوں سستیوں اور نادانیوں کے مجھ پر کئے۔ مجھ میں اتنی سکت ہرگز نہیں۔ کہ میری زبان تیرا شکریہ ادا کر سکے۔ کہ حقیقۃً تیرا شکریہ ادا کرنا میرے لئے ایسا مشکل کام اور ایسی حرکت فضول ہے۔ جیسا کہ کوئی شخص کرہ ارض پیدا کر کے اس کو اپنے سر پر رکھ کر کھڑا ہو جانے کا دعویٰ کرے۔ مگر لائق شکر تم کا زید منعم کو مد نظر رکھ کر الحمد للّٰہ رب العٰلمین کہتا ہوں۔ کہ تو نے مجھ کو اسلام میں اور پھر مسلمانوں کے گھر میں پیدا کیا اور یہ بھی تیرا بڑا ہی فضل ہے کہ تو نے مجھ بد نام کنندہ بنی آدم کو یہاں کھڑے ہو کر مضمون سنانے کا وقت اور موقع عطا فرمایا۔ تیری ان نعمتوں میں سے جو تو نے ہم پر محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائی ہیں۔ ایک نعمت اعلیٰ وقت بھی ہے۔ اور یہ وہ نعمت ہے۔ کہ اسی پر ہماری تمام زندگی۔ ہستی و نیستی اور رنج و خوشی سب کچھ منحصر ہے۔ یہی تیری عطا کردہ نعمت عظمیٰ سکنڈ اور منٹ منٹ جس کو ہم بوجہ اپنی غفلت اور سستی کے بے حقیقت سمجھ کر فضول رائیگاں اور ضائع کر دیتے ہیں۔ دراصل ہم میں سے بہت سوں کو دوزخ سے روک کر جنت اور جنت سے روک کر دوزخ میں جھونکے جانے کا موجب ہوگی۔ میری اس بات پر شک کوئی سفیہ ناشناس ضرور اپنے دل میں خیال کر سکتا ہے۔ کہ وہ اچھی نعمت ہے۔ کہ جو موردِ نعمت کو دوزخ کی ڈراٹ بنا دیگی۔ سنو۔ اور غور سے سنو کہ جس طرح انسان کی آنکھ اور غضب بھی انعامِ خداوندی میں سے ہیں۔ مگر اُن کے موقع محل کا استعمال انسان کو بہشت بریں میں اور اس کا ناجائز استعمال جس کو گناہ کہتے ہیں (ورنہ حقیقت میں گناہ کوئی چیز نہیں) موردِ غضب اور قابل مواخذہ ٹھہرا دیتا ہے۔ اسی طرح وقت کا جائز اور ناجائز استعمال ہی دوزخ و جنت میں جا پہنچنے اور دھکیلا جانے کا موجب ہوگا۔ مثلاً غور کرو۔ کہ جس وقت دنیا میں کوئی نبی یا رسول مبعوث ہو کر آتا ہے۔ وہ ایک خاص وقت ہوتا ہے کہ بلا چون و چرا اس کے سامنے سر تسلیم خم کیا جائے۔ اسی ایک اصول کے مشاہدہ سے یہ امر اظہر من الشمس ہو جاتا ہے کہ جو لوگ وقت کو صحیح طور سے استعمال کرتے ہیں یعنی رسول کو مان لیتے ہیں۔ تو اُن کو وقت (یعنی اس کا صحیح استعمال) ہی لائق جنت بنا دیتا ہے یا نہیں۔ اور جو لوگ رسول کو نہیں مانتے۔ یعنی برخلاف اول الذکر لوگوں کے وقت کو ٹھیک طور پر استعمال نہیں کرتے۔ اُن کے لئے وہ وقت ہی باعث دوزخ ہوتا ہے یا نہیں۔

اے خدا! ہوا اور پانی بھی تیری نعمتیں ہیں۔ مگر وقت میں جیسی ایک عجیب خاصیت تو نے رکھی ہے۔ وہ کسی شے میں بھی پائی نہیں جاتی۔ ہوا اور پانی تمام بنی نوع انسان کے لئے یکساں ہیں۔ مگر ایک ہی وقت بعض اشخاص کے لئے خاص بھی ہے (کاش! میری بات کو لوگ سمجھیں۔ جو دل دانا اور چشم بینا رکھتے ہیں ضرور سمجھ جائینگے۔ بود میں بے دل کا تو یہاں کوئی کام ہی نہیں) دیکھو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہوا اور پانی ملا۔ ہم کو بھی۔ اُن کو بھی وقت ملا ہم کو بھی ملا مگر یاد رکھو کہ رسول اللہ کے اصحاب کرام اور آپ کے زائرین کو جو وقت ملا کیا ہم اُس کو پا سکتے ہیں۔ اور کیا اُن کے اس فخر میں سے جو اُن کو سرور کائنات کی فیض بخش صحبت اور زیارت سے حاصل ہوا۔ ہم کوئی حصہ لے سکتے ہیں۔ یا اُن کے اس بے بہا اور نایاب مرتبہ کی برابری کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ استغفر اللّٰہ و نعوذ باللّٰہ وہ اس بات میں خاص تھے اور وہ وقت انہیں کے لئے خاص تھا۔ اب قیامت تک بھی خواہ کوئی کیسے ہی مراتب طے کر جائے۔ کتنی ہی ریاضتیں کیوں نہ کرے۔ مگر اب اس صفت میں کوئی بھی ان کی برابری نہیں کر سکتا۔ یہ ایک وقت ہی کی عجیب خاصیت ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ وہ نعمت ہے کہ جو حقیقتاً دنیا میں سب سے عظیم الشان ہی سمجھی جائے۔ پھر یاد رکھو کہ جسقدر نعمت بڑی ہوگی۔ اسی قدر اُس کی ناشکری اور انکار پر سخت سزا دیئے جانے کا بھی خوف ہوتا ہے۔ غور کرو۔ اور نظر تعمق سے دیکھو کہ جن لوگوں نے خدا کی ایک تجلی سے انکار کیا۔ اُن پر خدا کی لعنت ابد الآباد تک کے لئے ہوتی ہے۔ کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ روئے زمین پر کہیں بھی چپہ بھر زمین اُن کے قبضہ و تصرف میں ہے۔ سوچو کہ خدا کے برگزیدوں کا انکار یعنی وقت کی ناقدری کیسی بُری بلا ہے۔

خدا نے ہم کو بھی وقت دیا اور ساتھ ہی ایک موقع بھی دیا۔ پس مبارک ہیں وہ لوگ جنہوں نے وقت کی قدر کی اور اس موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہ دیا ایک خدا کے بندے کی فرمانبرداری کے وقت کو صحیح استعمال کیا اور اس بات میں وہ قیامت تک کے لئے تمام دنیا پر سبقت لے گئے۔ لیکن افسوس ان لوگوں پر جنہوں نے وقت کو صحیح استعمال نہ کیا یعنی اس سے انکار کیا مگر اے دوستو۔ اب بھی وقت ہے اور مبارک ہیں وہ لوگ جو اب بھی خواب خرگوش سے بیدار ہوں اور اس کے خلیفہ اول ہی کے دست مبارک پر مشرف ہو کر اس ایک خاص بات ہی میں آئندہ آنیوالی نسلوں سے سبقت و تمیز حاصل کریں۔ اے خدا! تیرا عطا کردہ وقت ایک بہتے دریا کی مانند ہے۔ جو چپ چاپ چلا جاتا ہے۔ جو گھڑی گذر گئی پھر واپس نہیں آ سکتی۔ اس لئے یہ بالکل سچ ہے کہ گم شدہ مال تلاش سے۔ بھولا ہوا سبق محنت سے اور صحت جیسی قیمتی چیز علاج سے دوبارہ حاصل ہو سکتی ہے مگر گیا ہوا وقت کسی طرح سے بھی واپس نہیں آ سکتا۔

تمام قومیں جو شائستہ و مہذب اور ترقی یافتہ سمجھی جاتی ہیں اور جن کی اندھی تقلید ہم بات بات میں بڑے کروفر اور فخر و نازش سے کرتے چلے جاتے ہیں وہ سب پابندی اوقات اور اس کے صحیح استعمال کے طفیل ہی سے اس درجہ تک پہنچی ہیں۔ ہم اور باتوں میں تو اُن کی تقلید کرتے ہوئے بہت اتراتے اور شیخی جتلاتے ہیں۔ مگر افسوس کہ اس خاص بات میں اُن کی تقلید کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ باتیں کرتے ہیں۔ تو اس کثرت سے کہ اناپ شناپ جو منہ میں آیا کہتے چلے گئے۔ مذاق دل لگی پر اترے تو نقالوں کو بھی شرمندہ کیا۔ نہ وقت کا لحاظ نہ انجام کا خیال۔ سونے پر آئے تو مردوں سے شرط باندھ کر۔ دوستوں سے ملاقات کی تو دنیا و مافیہا کو بھول کر۔ جہاں بیٹھے پہاڑ ہو کر جہاں کھڑے ہوئے تو ستون و تھم ہو کر۔ غرض کوئی کام بھی باقاعدہ نہیں۔ یہ آفت ہم پر یوں ہے کہ حقیقت میں ہم اسلام کے سچے پابند نہیں۔ کیونکہ اسلام اور اس کا خدا جو پابندی وقت کی تعلیم ہر آن اور ہر وقت میں ہم کو اسلام اور نیچر کے ذریعہ سے سکھلاتا ہے وہ کوئی دوسرا مذہب کیا سکھلائیگا۔ وہ نمازوں کا مقررہ وقت اور روزوں کا خاص ماہ اور ان کے رکھنے کے اور افطاری کے خاص اوقات اور نظام شمسی کا اپنے اپنے وقت پر غروب و طلوع ہم کو جہاں اور بہت سی تعلیمات اور فوائد پہنچاتے ہیں۔ وہاں وہ ہم کو پابندی اوقات اور ان کے صحیح استعمال۔ ایک کام کے لئے ایک وقت اور ایک وقت کے لئے ایک کام مقرر کرنے کی بھی تعلیم دیتے ہیں۔ اگر انسان دل دانا اور چشم بینا رکھتا ہو۔ اور نظر تعمق سے صرف نیچر ہی سے جو بنی آدم کے لئے اعلیٰ درجہ کا تجربہ ہے عبرت و نصیحت حاصل کرے۔ تو وہ معاملات اوقات کا بڑا پابند اور اس کے صحیح استعمال کا سچا عامل بن سکتا ہے۔ مگر افسوس کہ غفلت و سستی ہم کو خواب سے بیدار نہیں ہونے دیتی۔ اس لئے اے رحیم و ارحم خدا! ہم تیری جناب میں صدق دل سے دعا کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں۔ کہ ہم نہایت کمزور ہیں پس تو ہم پر اپنے فضل و کرم کی بارش نازل فرما۔ کیونکہ بغیر تیرے فضل و کرم کے ہم اپنی کوششوں میں ہرگز ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ہم کمزور اور مجبور۔ تو قادر و توانا۔ تیرے نزدیک کوئی بات مشکل نہیں۔ پس تو ہماری غفلتوں اور سستیوں کے پردوں کو جو ہماری آنکھوں اور دلوں پر پڑے ہوئے ہیں دُور فرما۔ اور اپنے سچے دین اسلام کا صادق فرمانبردار بنا۔ تاکہ ہم معاملاتِ وقت میں چست و چالاک ہو کر تیری رضا حاصل کر سکیں۔ فقط والسلام

آٹو بائیو گرافی

کئی مہینے گذرے کہ میر ناصر نواب صاحب قبلہ کے نام جناب اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی نے ایک خط لکھا تھا۔ جو کسی وجہ سے صاحب مکتوب الیہ کے نام تو نہ پہنچ سکا اور اب میرے ہاتھ لگ گیا۔ جناب والد صاحب قبلہ چونکہ خاص ضرورتوں کے باعث سفر میں ہیں اور اخبار کے چند صفحے خالی تھے۔ لہذا خان صاحب کی اجازت سے اس خط کو جو درحقیقت ان کی خود نوشت سوانح عمری ہے۔ درج ذیل کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ ناظرین اخبار کے لئے ضرور یہ ایک دلچسپ اور بیش بہا تحفہ ہوگا۔ (محمود احمد)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَاٰلِہٖ مَعَ التَّسْلِیْم

بجناب اقدس مخدومنا سیدنا حضرت میر صاحب قبلہ ادام اللّٰہ ظلکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ وطیب صلواتہ و رضوانہ

اس عاجز نے ہفتہ گذشتہ کے بدر میں آپ کی سوانح عمری (جو آپ نے خود ارقام فرمائی ہے) بڑے ہی شوق اور محبت کے ساتھ مطالعہ کی۔ جناب کی طرف سے ایک تحریک بدر میں شائع ہوئی تھی۔ کہ احمدی احباب اپنی اپنی زندگی کے حالات لکھ لکھ کر جناب کی خدمت میں حاضر کریں۔ تاکہ رسالہ کی حیثیت سے شائع ہوں۔ میرے دل میں بھی جناب کی اس ارشاد کی تعمیل کا خیال پیدا ہوا۔ لیکن ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ چونکہ میں کسی قطار و شمار میں نہیں۔ یعنی کوئی قابل تذکرہ شخص نہیں۔ لہذا اُس ارشاد مذکور کا صحیح مخاطب نہیں۔ دوسری طرف اپنے حالات میں کوئی ایسی بات بھی نظر نہیں آتی تھی۔ جو دوسروں کے لئے موجب عبرت یا مشعل راہ ہو سکے۔ اب جبکہ جناب کے حالات زندگی بدر میں پڑھے۔ تو علاوہ بہت سے دوسرے قوی اور مفید اثرات کے جو میرے قلب پر وارد ہوئے۔ امیر الامراء خان دوران خان کا نام پڑھ کر اُس قومی تعلق اور پیارو منت اور عقیدت کے علاوہ جو جناب سے پیشتر ہی سے ہے۔ ایک نئی محبت کا اضافہ ہوا۔ اور میری سمجھ میں یہ بات آئی۔ کہ حالات زندگی کی ترقیم میں جو تمہیداً خاندانی و قومی حالات مذکور ہوتے ہیں۔ وہ بھی مفید اور ضروری ہی ہوتے ہیں۔ میں نہایت ادب کے ساتھ جناب سے التجا کرتا ہوں۔ کہ آپ اُس موعودہ رسالہ میں اپنے حالات زیادہ بسط اور تفصیل سے لکھیں۔ اور یقیناً جسقدر بسط سے کام لیا جائیگا۔ اسی قدر ناظرین کی انبساط خاطر کا موجب ہوگا۔

میں اپنے خاندان کے بزرگوں سے اکثر پرانے زمانے کے حالات اور بڑے بڑے دلچسپ و عبرت انگیز معرکوں کی ایسی روئیدادیں سنتا رہا ہوں جن کو ہمارے ملک کے مورخوں نے کبھی اپنی کتابوں میں درج کرنے سے چھوڑ

کہ بہت سی قیمتی باتوں کو تاریکی کے گڑھے میں دفن ہونے دیا ہے - چونکہ ہمارے خاندان میں خاص طور پر بہادروں کے حالات بڑی محبت سے تذکرہ کئے جاتے ہیں - اور اس کو خاندان کے امتیازی نشان کا ایک ذریعہ سمجھا جاتا ہے شاید اسی وجہ سے میں نے اپنے بزرگوں سے امیر الامراء خاندوران خان بہادر کے حالات کچھ اس طرز اور اس کثرت سے سنے کہ مجھ کو امیر الامراء موصوف سے بڑی محبت ہے - میں اس بات کا بہت ہی آرزومند تھا کہ امیر الامراء خاندوران کی اولاد میں کوئی شخص اب موجود ہو - تو میں اُس سے دوستی پیدا کروں اور وہ میرا ہم مشرب بھی ہو - تو اُس کو قابل اطمینان دوست سمجھوں - میری یہ دیرینہ آرزو اس طرح پوری ہوئی - کہ دوست کے بجائے مخدوم میسر ہو گئے ع

سر زمینے بود منظور آسمانے یافتم

فالحمد للہ رب العالمین -

میرے نزدیک کم ہے کہ امیر الامراء مذکور کے نام کے ساتھ اتنا تذکرہ تو آپ ضرور ہی فرمائے - کہ ایک بڑی ضرب المثل ہنوز دلی دور است امیر الامراء موصوف ہی کی بہادری کا صدقہ زبان زد خلائق ہے - نادر شاہ ایرانی کے ساتھ دربار کے امراء صفدر جنگ و نظام الملک وغیرہ کی خفیہ خط و کتابت تھی - انہوں نے نادر شاہ کو لکھا کہ یہاں میدان صاف ہے آؤ اور گھر کی کھیر سمجھ کر مزے سے ہندوستان پر قبضہ کر لو یہاں کسی میں مقابلہ کرنے اور مارنے مرنے کی ہمت نہیں - جب امیر الامراء موصوف اپنی جبلی شجاعت و مردانگی کے ساتھ اپنی مٹھی بھر جمعیت لیکر ہندوستان کی امراء کی ناک رکھنے کے لئے بڑھے ہے اور میدان میں ایرانیوں کے ٹڈی دل سے مقابلہ ہوا تو ایسا رن پڑا - کہ ایرانی سرداروں کو چھٹی کا دودھ یاد آ گیا اور نادر شاہ ایرانی کو اپنی فوج کے دس دس آدمی ایک ایک ہندوستانی سپاہی کے مقابلہ میں ہلکے نظر آنے لگے - اسوقت اس نے نہایت خوف زدہ ہو کر صفدر جنگ کو خط لکھا کہ شگفتید کہ ہیچ کسے ہمت مقابلہ و تاب مقاومت ندارد - ما دیدیم کہ یکے از سرداران ہند در راہ لشکر قزلباش سد رہ شدہ کارے کرد کہ کارنامۂ رستم و اسفندیار از یاد رفت - ہنوز دلی دور است و اعاظم سرداران تا حال در حرکت نیامده اند - افسوس کہ فریب خوردم و دیر بر تمر گفتم " نادر شاہ کے خط کا یہ فقرہ کہ ہنوز دلی دور است ضرب المثل کے طور پر مشہور ہو گیا ہے ضرب المثل گویا امیر الامراء بہادر کی بے نظیر شجاعت وہمت کی ایک محکم دستاویز ہے - میں کچھ حالات پیشتر عرض کر چکا ہوں - کہ زیادہ دلچسپ نہیں تاہم اس لئے عرض کرتا ہوں کہ ممکن ہے بہت سے بزرگوں کے ساتھ ایک کتاب میں ملکر ہونے سے میری بھی مغفرت ہو جائے ؎

گرچہ از نیکاں نیم لیکن بہ نیکاں بستہ ام

در بہار آفرینش رشتۂ گلدستہ ام

میری قوم پٹھان ہے - تمام معزز اور شریف النسب پٹھان اپنا سلسلہ قیس عبد الرشید بن عیص تک پہنچاتے ہیں - قیس بن عیص المعروف عبد الرشید بادشاہ طالوت (جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے ان اللہ قد بعث لکم طالوت ملکا) سے چھتیسویں پشت میں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے چھیالیسویں پشت میں تھے - بنی اسرائیل کے قبیلہ افغنہ اور افغنہ بن ارمیا بن طالوت کے تفصیلی حالات اور اس قبیلہ کا بخت نصر کے دست تطاول سے آوارہ ہو کر کوہ ہندوکش کے قریب آباد ہونا اور اس قبیلہ افغنہ کی وجہ سے اس ملک کا نام افغانستان ہونا بڑی مشہور باتیں ہیں اور متعدد تاریخی کتابوں میں اس کی پوری تفصیل اور بڑے بڑے جوشیلے و زبردست شواہد کے ساتھ مسطور ہیں - میرے بزرگ ملک یاغستان کے ایک حصہ یعنی بونیر میں جو سوات و بونیر کے نام سے مشہور ہے - رہتے تھے اس لئے ہماری قوم بونیر وال کے نام سے بھی پکاری جاتی ہے - جس قبیلہ سے میرے خاندان کو تعلق ہے اس کا نام علی شیر خیل ہے - اور اس کا شجرہ اس طرح ہے :-

سید شاہ خان اور علی شیر کے درمیان چھ شخص ہیں - چونکہ شجرہ یہاں میرے پاس اس وقت موجود نہیں لہذا وہ چھ نام لکھ نہیں سکا - اسی وجہ سے سید شاہ خان اور علی شیر خیل کے درمیان نقطہ دار خط کھینچ گیا ہے -

سید شاہ خان نے مقام سمہ میں رہنے والی مہمند قوم کے خاندان میں شادی کی اور اپنی بیوی فاطمہ اور ان کے بھائی احمد خان اور چند دوسرے پٹھانوں کی مختصر سی جماعت لیکر وارد ہندوستان ہوئے - نجیب آباد کی فوج کے رسالدار اور سپہ سالار تھے - ان کی وفات کے بعد احمد شاہ خان و ضامن شاہ خان دونوں بچے چونکہ بہت چھوٹے تھے - ان کے بالغ ہونے تک احمد خان ان بچوں یعنی اپنے بھانجوں کی پرورش کی ذمہ داری پر رسالدار مقرر ہوئے - سید شاہ خان کے چچا زاد بھائی دلدار شاہ خان نواب امیر خان سالار زئی والیٔ ٹونک کے مصاحب اور اُن کے دہنے بازو تھے امیر نامہ میں نواب امیر خان کے ہر ایک جنگی کارنامہ کے بیان میں سب سے زیادہ جس شخص کی بہادری اور شجاعت کا ذکر ہوتا ہے - وہ مختار الدولہ دلدار شاہ خان ہی کا ذکر ہوتا ہے -

مگر میں اپنے خاندان کے بزرگوں کے مفصل حالات لکھوں تو اس مختصر میں گنجائش کہاں ؟ اختصار سے کام لوں تو مزا نہیں آتا - پھر سب سے بڑھکر یہ کہ ضرورت اور موقع کی مناسبت بھی نہیں - ہاں نسب کی خصوصیات کے متعلق اتنا عرض کرنا کافی ہے - کہ ہمارے خاندان میں ملک بونیر کی سرداری قدیم سے چلی آتی ہے - بزرگوں سے سُنا ہے کہ وہاں ولایت میں ہمارے دروازے پر ایک علم (جھنڈا) اور ایک نقارہ رکھا رہتا ہے - اس نقارہ کو جب بجایا جاتا ہے تو تمام علاقہ یعنی بار شا - خورو - باگڑہ - تور درسک وغیرہ بستیوں کے لوگ فوراً مسلح ہو کر حاضر ہونا اپنا فرض سمجھتے ہیں - یعنی سب ہم کو اپنا سردار مانتے ہیں - ہمارے خاندان کے کسی شخص کی نسبت یہ ثابت نہیں ہوا کہ وہ میدان چھوڑ کر بھاگا ہو - چوری - زنا - بزدلی - شراب خوری وغیرہ ذلیل ترین باتوں کا بھی ہمارے خاندان سے کبھی کوئی تعلق نہیں ہوا اور عجیب تر یہ کہ اگرچہ اب سے بیس پچیس سال تک روہیلکھنڈ کے پٹھانوں کے اکثر خاندان گور پرستی - تعزیہ پرستی وغیرہ شرک کے پلید مرض میں مبتلا تھے اور کسیقدر اب بھی مبتلا پائے جاتے ہیں - لیکن ہمارے خاندان میں کبھی اس پلید مرض کا اثر نہیں ہوا - حتیٰ کہ غدر ۱۸۵۷ء سے پیشتر بھی ہمارا خاندان وہابی مشہور تھا - سید احمد صاحب بریلوی اور مولانا شاہ محمد اسمعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ سے ہمارے خاندان کو خاص طور پر محبت رہی ہے - میرے دادا صاحب کے ایک چچا عبد الرحمٰن خان صاحب تھے - وہ نواب وزیر الدولہ رئیس ٹونک کے مصاحب تھے اور نواب وزیر الدولہ کے دربار میں باخدا اور دیندار علماء کا ایک بڑا گروہ موجود تھا دادا عبد الرحمٰن خان صاحب جب نجیب آباد میں آکر سکونت پذیر ہوئے - تو اُن کی وجہ سے ہمارے گھر میں قرآن کریم اور حدیث شریف کا خاص طور پر چرچا رہتا تھا - غرضیکہ باعتبار عقائد ہمارا خاندان بہت اچھی حالت میں رہا ہے - میرے والد ماجد قبلہ مولوی محمد نادر شاہ خانصاحب مدظلہ اللہ تعالیٰ نے جہاں ایک طرف مجھ کو جفاکشی اور سپاہیانہ زندگی کا شوق دلایا - وہاں دوسری طرف مجھ کو قرآن و حدیث کے مطالعہ کا بھی بہت گرویدہ کر دیا - میں جب مدرسہ کی مڈل جماعتوں میں پڑھتا تھا - اس وقت میں نے نواب صدیق حسن خانصاحب کی قریباً تمام اردو تصانیف مطالعہ کر لی تھیں - والد ماجد قبلہ کو جس طرح مطالعہ کتب کا شوق ہے اسی طرح کتابوں کے جمع کرنے کا بھی - اُنہوں نے علاوہ اُن کتابوں کے جو بزرگوں سے ورثہ میں پہنچی - قریباً ایکہزار قیمتی کتابیں خود خرید کر رکھیں - پھر اس عاجز کو جب سے ہوش ہوا ہے - بطور خود کتابوں کے فراہم کرنے میں مصروف رہتا ہے - پس الحمد للہ ہمارے گھر کا کتب خانہ ایسا ہے کہ ایک معمولی پڑھے لکھے آدمی کے شوق کتب بینی کو پورا کر سکتا ہے -

شروع ۱۹۰۵ء میں ایک آریہ سے تناسخ پر میری پرائیویٹ گفتگو ہوئی - اُس جلسہ میں میں تنہا تھا اور آریہ بہت تھے - سب نے چاروں طرف سے ایک دوسرے کی ہاں میں ہاں ملا کر اپنی بات کو سر سبز بنانے کی کوشش کی میں جب اُس جلسہ سے اُٹھا - تو کچھ تنگدل سا تھا - جب مکان پر آیا تو والد صاحب نے مجھ کو کچھ خاموش اور افسردہ دیکھکر سبب دریافت کیا - میں نے اصل واقعہ عرض کر دیا - اُنھوں نے اول خود تناسخ کے رد میں بعض نہایت لطیف باتیں مجھکو بتائیں - اور فرمایا کہ تم سرمہ چشم آریہ کو مطالعہ کرو -

میں نے پہلی مرتبہ اس کتاب کا نام سُنا - انہیں سے پتہ دریافت کرکے کتاب لایا اور مطالعہ شروع کر دیا - عشاء کے وقت سے نماز فجر تک برابر پڑھتا رہا - اسی طرح چار پانچ روز میں تین مرتبہ بالاستیعاب اس کتاب کو مطالعہ کرکے ضروری مطالب کو دماغ میں محفوظ کیا - پھر آریوں کو جا کر نیچا اور لاجواب کیا - اس کامیابی سے بڑی خوشی ہوئی - اب اس جوش خوشی میں خیال آیا کہ وہ کون شخص ہیں - جنھوں نے ایسی اچھی کتاب لکھی ہے ان سے خط و کتابت کرنی چاہیئے - یہ معلوم ہو کہ وہ مسیح و مہدی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں - دل میں گونہ انقباض پیدا ہوا - لیکن محبت کم نہیں ہوئی اسی عرصہ میں آئینہ کمالات اسلام نجیب آباد میں منشی علی محمد صاحب متصل علاقہ بھوگپور لائے - اُس کو پڑھنا شروع کیا - کتاب ابھی ختم نہ ہوئی تھی آدھی رات کے قریب جبکہ سب سوئے تھے - میں کتاب مطالعہ کر رہا تھا - اسی وقت بے تابانہ اُٹھا - کتاب کو رکھکر قلم دوات کاغذ لایا - اور خط لکھنا شروع کیا - بڑے جوش اور محبت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خط لکھا - اُس کے جواب میں حضرت صاحب علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے ایک ملفوف دو ورقہ خط مجھ کو لکھا - جو اب تک میرے پاس محفوظ ہے اس خط کو پڑھکر تو بیتاب ہی ہو گیا - مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ سے بھی خوب زور شور کے ساتھ خط و کتابت ہوئی - میں چونکہ سلسلہ کے عقائد اور

بہت سی قیمتی باتوں کو تاریکی کے گڑھے میں دفن ہونے دیا ہے - چونکہ ہمارے خاندان میں خاص طور پر بہادروں کے حالات بڑی محبت سے تذکرہ کئے جاتے ہیں اور اس کو خاندان کے امتیازی نشان کا ایک ذریعہ سمجھا جاتا ہے شائد اسی وجہ سے میں نے اپنے بزرگوں سے امیر الامراء خاندوران خان بہادر کے حالات کچھ اس طرز اور اس کثرت سے سُنے کہ مجھ کو امیر الامراء موصوف سے بڑی محبت ہے - میں اس بات کا بہت ہی آرزومند تھا کہ امیر الامراء خاندوران کی اولاد میں کوئی شخص اب موجود ہو - تو میں اُس سے دوستی پیدا کروں اور وہ میرا ہم مشرب بھی ہو - تو اُس کو قابل اطمینان دوست سمجھوں - میری یہ دیرینہ آرزو اس طرح پوری ہوئی - کہ دوست کے بجائے مخدوم میسر ہو گئے ؎

سر زمینے بود منظور آسمانے یافتم

فالحمد للہ رب العالمین -

میرے نزدیک کم سے کم امیر الامراء مذکور کے نام کے ساتھ اتنا تذکرہ تو آپ ضرور ہی فرمائے - کہ ایک بڑی ضرب المثل ہنوز دلی دور است امیر الامراء موصوف ہی کی بہادری کا صدقہ زبان زد خلائق ہے - نادر شاہ ایرانی کے ساتھ دربار کے امراء صفدر جنگ و نظام الملک وغیرہ کی خفیہ خط وکتابت تھی - انہوں نے نادر شاہ کو لکھا کہ یہاں میدان صاف ہے آؤ اور گھر کی کھیر سمجھ کر مزے سے ہندوستان پر قبضہ کر لو یہاں کسی میں مقابلہ کرنے اور مارنے مرنے کی ہمت نہیں - جب امیر الامراء موصوف اپنی جبلی شجاعت و مردانگی کے ساتھ اپنی مٹھی بھر جمعیت لیکر ہندوستانی امراء کی ناک رکھنے کے لئے بڑھے اور میدان میں ایرانیوں کے ٹڈی دل سے مقابلہ ہوا تو ایسا رن پڑا - کہ ایرانی سرداروں کو چھٹی کا دودھ یاد آ گیا اور نادر شاہ ایرانی کو اپنی فوج کے دس دس آدمی ایک ایک ہندوستانی سپاہی کے مقابلہ میں ہیچ نظر آنے لگے - اس وقت اس نے نہایت خوفزدہ ہو کر صفدر جنگ کو خط لکھا کہ "شگفتید کہ اینجا کسے ہمت مقابلہ و تاب مقاومت ندارد - اما دیدیم کہ یکے از سرداران ہند در راہ لشکر قزلباش سد رہ شدہ کارے کرد کہ کارنامہ رستم داستان از یاد رفت - ہنوز دلی دور است و اعاظم سرداران تا حال در حرکت نیامدہ اند - افسوس کہ فریب خوردم و در چہ تہلکہ افتادم"۔ نادر شاہ کے خط کا یہ فقرہ کہ ہنوز دلی دور است ضرب المثل کے طور پر مشہور ہو گیا یہ ضرب المثل گویا امیر الامراء بہادر کی بے نظیر شجاعت و حمیت کی ایک محکم دستاویز ہے - میں کہ حالات بیشتر عرض کر چکا ہوں - کہ زیادہ دلچسپ نہیں تاہم اس لئے عرض کرتا ہوں کہ ممکن ہے بہت سے بزرگوں کے ساتھ ایک کتاب میں ساتھ ہونے سے میری بھی مغفرت ہو جائے ؎

گرچہ از نیکاں نیم لیکن بہ نیکاں بستہ ام
در بہارِ آفرینش رشتۂ گلدستہ ام

میری قوم پٹھان ہے - تمام معزز اور شریف النسب پٹھان اپنا سلسلہ قیس عبد الرشید بن عیص تک پہنچاتے ہیں - قیس بن عیص المعروف عبد الرشید بادشاہ طالوت (جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے کہ ان اللہ قد بعث لکم طالوت ملکا) سے چھتیسویں پشت میں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے چھیالیسویں پشت میں تھے - بنی اسرائیل کے قبیلہ افغنہ اور افغنہ بن ارمیا بن طالوت کے تفصیلی حالات اور اس قبیلہ کا بخت نصر کے دست تطاول سے آوارہ ہو کر کوہ ہندوکش کے قریب آباد ہونا اور اس قبیلہ افغنہ کی وجہ سے اس ملک کا نام افغانستان ہونا بڑی مشہور باتیں ہیں اور مستند تاریخی کتابوں میں اس کی پوری تفصیل اور بڑے لمبے چوڑے شجرے زبردست شہادتوں کے ساتھ مسطور ہیں جب بزرگ ملک یاغستان کے ایک حصہ یعنی بونیر میں جو سوات بونیر کے نام سے مشہور ہے - رہتے تھے اس لئے ہماری قوم بونیروال کے نام سے بھی پکاری جاتی ہے جس قبیلہ سے میرے خاندان کو تعلق ہے اس کا نام علی شیر خیل ہے - اور اُس کا شجرہ اس طرح ہے :-

سید شاہ خان اور علی شیر کے درمیان چھ شخص ہیں - چونکہ شجرہ یہاں میرے پاس اس وقت موجود نہیں لہٰذا وہ چھ نام لکھ نہیں سکا - اسی وجہ سے سید شاہ خان اور علی شیر خیل کے درمیان نقطہ دار خط کھینچ دیا گیا ہے -

سید شاہ خان نے مقام سمہ میں رہنے والی مہمند قوم کے خاندان میں شادی کی اور اپنی بیوی فاطمہ اور اُن کے بھائی احمد خان اور چند دوسرے پٹھانوں کی مختصر سی جماعت لیکر وارد ہندوستان ہوئے - نجیب آباد کی فوج کے رسالدار اور سپہ سالار تھے - ان کی وفات کے بعد احمد شاہ خان ضامن شاہ خان دونوں بچے چونکہ بہت چھوٹے تھے - ان کے بالغ ہونے تک احمد خان ان بچوں یعنے اپنے بھانجوں کی پرورش کی ذمہ داری پر رسالدار مقرر ہوئے - سید شاہ خان کے چچا زاد بھائی دارا شاہ خان نواب امیر خان سالار زئی والی ٹونک کے مصاحب اور اُن کے دہنے بازو تھے امیر نامہ میں نواب امیر خان کے ہر ایک جنگی کارنامہ کے بیان میں سب سے زیادہ جس شخص کی بہادری اور شجاعت کا ذکر ہوتا ہے - وہ مختار الدولہ دارا شاہ خان ہی کا ذکر ہوتا ہے -

اگر میں اپنے خاندان کے بزرگوں کے مفصل حالات لکھوں تو اس مختصر میں گنجائش کہاں ؟ اختصار سے کام لوں تو مزا نہیں آتا - پھر سب سے بڑھکر یہ کہ ضرورت اور موقع کی مناسبت بھی نہیں - طن نسب کی خصوصیات کے متعلق اتنا عرض کرنا کافی ہے - کہ ہمارے خاندان میں ملک بونیر کی سرداری قدیم سے چلی آتی ہے - بزرگوں سے سُنا ہے کہ وطن ولائت میں ہمارے ہر سردار کے ہاں ایک علم (جھنڈا) اور ایک نقارہ رکھا رہتا ہے - اس نقارہ کو جب بجایا جاتا ہے تو تمام علاقہ یعنی پارشا - چورو - باگرہ - تور درسک وغیرہ بستیوں کے لوگ فوراً مسلح ہو کر حاضر ہونا اپنا فرض سمجھتے ہیں - یعنی سب ہم کو اپنا سردار مانتے ہیں - ہمارے خاندان کے کسی شخص کی نسبت یہ ثابت نہیں ہوا - کہ وہ میدان چھوڑ کر بھاگا ہو - چوری - زنا - بزدلی - شراب خوری خوشامد وغیرہ ذلیل ترین باتوں کا بھی ہمارے خاندان سے کبھی کوئی تعلق نہیں ہوا اور عجیب تر یہ کہ اگرچہ اب سے بیس پچیس سال تک رہیلکھنڈ کے پٹھانوں کے اکثر خاندان گور پرستی - تعزیہ پرستی وغیرہ شرک کے پلید مرض میں مبتلا تھے اور کسیقدر اب بھی مبتلا پائے جاتے ہیں - لیکن ہمارے خاندان میں کبھی اس پلید مرض کا اثر نہیں ہوا - حتیٰ کہ غدر ۱۸۵۷ء سے پیشتر بھی ہمارا خاندان وہابی مشہور تھا - سید احمد صاحب بریلوی اور مولانا شاہ محمد اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ سے ہمارے خاندان کو خاص طور پر محبت رہی ہے - میرے دادا صاحب کے ایک چچا عبد الرحمٰن خان صاحب تھے - وہ نواب وزیر الدولہ رئیس ٹونک کے مصاحب تھے اور نواب وزیر الدولہ کے دربار میں باخدا اور دیندار علماء کا ایک بڑا گروہ موجود تھا دادا عبد الرحمٰن خان صاحب جب نجیب آباد میں آ کر سکونت پذیر ہوئے - تو اُن کی وجہ سے ہمارے گھر میں قرآن کریم اور حدیث شریف کا خاص طور پر چرچا رہتا تھا - غرضیکہ باعتبار عقائد ہمارا خاندان بہت اچھی حالت میں رہا ہے - میرے والد ماجد قبلہ مولوی محمد نادر شاہ خانصاحب مد ظلہ العالی نے جہاں ایک طرف مجھ کو جفاکشی اور سپاہیانہ زندگی کا شوق دلایا - وہاں دوسری طرف مجھ کو قرآن و حدیث کے مطالعہ کا بھی بہت گرویدہ کر دیا - میں جب مدرسہ کی مڈل جماعتوں میں پڑھتا تھا - اُس وقت میں نے نواب صدیق حسن خانصاحب کی قریباً تمام اردو تصانیف مطالعہ کر لی تھیں - والد ماجد قبلہ کو جس طرح مطالعہ کتب کا شوق ہے اسی طرح کتابوں کے جمع کرنیکا بھی - انہوں نے علاوہ اُن کتابوں کے جو بزرگوں سے ورثہ میں پہنچی - قریب ایک ہزار قیمتی کتابیں خود خرید کر رکھیں - پھر اس عاجز کو جب سے ہوش ہوا ہے - بطور خود کتابوں کے فراہم کرنے میں مصروف رہتا ہے - بیں الحمد للہ ہمارے گھر کا کتب خانہ ایسا ہے کہ ایک معمولی پڑھے لکھے آدمی کے شوق کتب بینی کو پورا کر سکتا ہے -

۱۸۹۸ء میں ایک آریہ سے تناسخ پر میری پرائیویٹ گفتگو ہوئی - اُس جلسہ میں میں تنہا تھا اور آریہ بہت تھے - سب نے چاروں طرف سے ایک دوسرے کی ہاں میں ہاں ملا کر اپنی بات کو سر سبز بنانے کی کوشش کی تھی جب اُس جلسہ سے اُٹھا - تو کچھ تنگدل سا تھا - جب مکان پر آیا تو والد صاحب نے مجھ کو کچھ خاموش اور افسردہ دیکھکر سبب دریافت کیا - میں نے اصل واقعہ عرض کر دیا - انہوں نے اول خود تناسخ کے رد میں بعض نہایت لطیف باتیں مجھ کو بتائیں - اور فرمایا کہ تم سُرمہ چشم آریہ کو مطالعہ کرو -

میں نے پہلی مرتبہ اس کتاب کا نام سُنا - اُنہیں سے پتہ دریافت کر کے کتاب لایا اور مطالعہ شروع کر دیا - عشاء کے وقت سے نماز فجر تک برابر پڑھتا رہا - اسی طرح چار پانچ روز میں تین مرتبہ بالاستیعاب اس کتاب کو مطالعہ کر کے ضروری مطالب کو دماغ میں محفوظ کیا - پھر آریوں کو جا کر پنچ اور لاجواب کیا - اس کامیابی سے بڑی خوشی ہوئی - اب اس جوش خوشی میں خیال آیا کہ وہ کون شخص ہیں - جنہوں نے ایسی اچھی کتاب لکھی ہے ان سے خط وکتابت کرنی چاہئے - یہ معلوم ہوا کہ وہ مسیح و مہدی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں - دل میں گونہ انقباض پیدا ہوا - لیکن محبت کم نہیں ہوئی اسی عرصہ میں آئینہ کمالات اسلام نجیب آباد میں منشی علی محمد صاحب متوطن علاقہ بھوگپور لائے - اُس کو پڑھنا شروع کیا - کتاب ابھی ختم نہ ہوئی تھی آدھی رات کے قریب جبکہ سب سو رہے تھے - میں کتاب مطالعہ کر رہا تھا - اُس وقت بے تاب اُٹھا - کتاب کو رکھکر قلم دوات کاغذ لایا - اور خط لکھنا شروع کیا - بڑے جوش اور محبت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خط لکھا - اُس کے جواب میں حضرت صاحب نے اپنے دست مبارک سے ایک ملفوف دو ورقہ خط مجھ کو لکھا - جو اب تک میرے پاس محفوظ ہے اس خط کو پڑھکر تو بیتاب ہی ہو گیا - مولوی عبد الکریم صاحب سے بھی زور شور کے ساتھ خط وکتابت ہوئی - میں چونکہ سلسلہ کے عقائد

ہوئے حالات سے واقف نہ تھا۔ مولانا موصوف نے میری خوب تربیت فرمائی۔ دو چار روز کے بعد ایک رسالہ یا اشتہار بھیجا کرتے تھے۔ اعجاز احمدی۔ شہادۃ القرآن۔ تذکرۃ الشہادتین۔ کشتی نوح۔ تحفۃ الندوہ۔ حقیقت المہدی۔ الہدی وغیرہ رسالے اس ترتیب سے یکے بعد دیگرے میرے پاس بھیجے۔ کہ مجھ کو کوئی ٹھوکر نہیں لگی۔ میں مولانا موصوف مرحوم کے لئے محبت کا اپنے دل میں بہت بڑا جوش پاتا ہوں۔ اور اُن کے لئے دعائیں بھی کیا کرتا ہوں۔ دسمبر ۱۹۰۳ء میں قادیان آکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت و تجدید بیعت سے مشرف ہو کر ایک ہفتہ رہ کر واپس نجیب آباد گیا۔ گو شہر والے پہلے ہی سے جانتے تھے کہ فلاں شخص مرزا صاحب کا معتقد ہے۔ لیکن کوئی برسر مخالفت نہ تھا۔ قادیان آنے کے بعد جب واپس گیا ہوں تو خدا جانے کیا بات تھی کہ میں نے نجیب آباد کے اسٹیشن ہی پر معلوم کیا کہ تمام شہر میں بڑے زور شور سے اس بات کا چرچا ہے کہ قادیان جا کر لامذہب ہو گیا ہے۔ ہاں میں یہ بات بیان کرنی بھول گیا کہ قادیان کے اس پہلے سفر میں بھائی نظام الدین صاحب کلاہ ساز میرے ہمسفر تھے جو نجیب آباد ہی سے معتقد ہو کر میرے ہمراہ آئے تھے۔ واپسی میں ہم دونوں سہارنپور سے مظفر نگر بھی گئے۔ وہاں کے بھائیوں منشی عبدالخالق صاحب۔ سلیمان خانصاحب حکیم عبدالرزاق صاحب وغیرہ نے بڑی ہی محبت اور شفقت کا برتاؤ کیا۔ اور ہم دونوں کو بہت کچھ صعوبتوں کے سہارنے کے لئے آمادہ بنا دیا تھا۔ نجیب آباد ہمارے لئے امن کا مقام نہ تھا۔ رات دن۔ صبح و شام ہر وقت ہر قسم کی مخالفت کا جوش تھا۔ عوام کالانعام جن کے سلام کے بھی ہم روادار نہ تھے۔ برملا گالیاں دیتے تھے۔ شعراء نے ہجویں لکھیں اور برسر ممبر جامع مسجد میں لوگوں کو سنائیں۔ بدمعاشوں نے جان سے مار ڈالنے کی دھمکیاں دیں۔ بازار والے ہم لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ سودا نہیں بیچتے تھے۔ سلام علیک کوئی نہیں کرتا تھا۔ ہم سلام کرتے تو جواب میں گالیاں سننی پڑتی تھیں۔ دوست سب دشمن اور دشمن دشمن تر ہو گئے تھے۔ غرضکہ ہماری ہمت و استقلال اور صبر و تحمل کا ایک امتحان تھا۔ خدا جانے خدا تعالیٰ کی نظر میں ہم اس امتحان میں کامیاب ہوئے یا نہیں۔ کیونکہ کبھی کبھی تنگ آمد بجنگ آمد کی حالت میں بعض نامردوں کو تنبیہ الغافلین یعنی مولا بخش کے ذریعہ سے جواب دینے میں بھی ہم نے دریغ نہیں کی۔ میں انگریزی مدرسہ میں کام کرتا تھا۔ مدرسہ کی منتظمہ کمیٹی کے ممبروں اور منیجر صاحب نے اپنی لیاقت کا ثبوت اس طرح دیا کہ مجھ کو علیحدہ کر کے تقریباً ڈیڑھ مہینہ کی تنخواہ بھی نہیں دی۔ دسمبر ۱۹۰۶ء کو قادیان آیا۔ اور اب تک یہیں ہوں۔ تعلیم الاسلام ہائی اسکول میں بعہدہ اول مدرس فارسی کام کرتا ہوں۔ اپنے آقا۔ محبوب۔ مخدوم اور پیاروں میں ہر وقت مسرور اور مکروہاتِ دُنیوی سے بہت کچھ محفوظ رہتا ہوں۔ الحمد للہ رب العالمین۔ الحمد للہ رب العالمین۔ الحمد للہ رب العالمین۔ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مجھکو جو تعلق تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنینؓ سے میرے جس قسم کے تعلقات ہیں اور جس طرح یہاں دار الامان اور دار العلوم میں میرے اوقات بسر ہوتے ہیں۔ اس سے سب واقف ہیں۔ میرے عرض کرنے کی ضرورت نہیں میری عمر اب تیس سال کے قریب ہے۔ خدا تعالیٰ کے مجھ پر بڑے بڑے فضل ہیں۔ اور مجھ سے ادائے شکر میں بہت قصور ہوتا ہے۔

ربّ اعنی علیٰ ذکرک و شکرک و حسن عبادتک

آرزو ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوں اور مقبرہ بہشتی میں دفن کیا جاؤں۔

دُنیا ایک سرائے ہے جس میں چند روزہ قیام ہے۔ بیہودگی ہے نسب کا فخر اور حماقت ہے۔ بزرگوں کی استخواں فروشی۔ سب آدمؑ کی اولاد ہیں۔ ہم خاک سے پیدا ہوئے۔ انجام کار خاک ہی ہو جائینگے۔ اعمال نیک ہی کام آئینگے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل کے جاذب بن کر دار نعیم تک پہنچائینگے۔ ورنہ معاملہ برعکس ہو۔ تو الامان الامان۔ اللھم اجرنی من النار۔

اللھم ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ و قنا عذاب النار۔

المستغفر من اللہ المنان
اکبر شاہ خان نجیب آبادی ثم قادیانی

جو دل رکھتے ہیں وہ پڑھیں!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

یہ ایک خط کرمی پنڈت دینا ناتھ صاحب ایڈیٹر ہندوستان لکھتے ہیں۔ جس سے الحکم کے ناظرین کو معلوم ہو گا۔ کہ الحکم کے کیسے کیسے مہربان ہیں۔ امید ہے کہ سرپرستانِ الحکم اس سے فائدہ اُٹھاوینگے

محمود احمد

دفتر ایڈیٹر "ہندوستان" لاہور — مورخہ ۱۹۔ نومبر ۱۹۱۱ء

مکرمی شیخ صاحب۔ تسلیم۔

اخبار الحکم کو جاری رکھنے کے لئے آپ نے اپنے ناظرین سے مالی امداد کی درخواست کی ہے۔ گو میں آپ کے ناظرین میں شامل نہیں ہوں لیکن اس عزت کے اظہار میں جو میرے دل میں آپ کے لئے بطور ایک بااصول اخبار نویس اور نیکدل انسان کے ہے۔ میں آپ کے کام میں مدد دینا اپنا ضروری فرض سمجھتا ہوں۔ میں نے آج کی ڈاک میں عہ روپیہ کا منی آرڈر بھیجدیا ہے۔ الحکم کے امدادی فنڈ میں شامل کر لیجئے۔

آپ کا داس
دینا ناتھ
ایڈیٹر "ہندوستان" لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

درخواست دُعا

میرے لڑکے برخوردار مولوی رحمت علی کا نکاح منشی عبدالعزیز صاحب شریف خاندان کے گھر میں بروز جمعہ کو عصر کے وقت ہوا ہے۔ لہذا سب احمدی بھائیوں کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ ان کے لئے رحم کر کے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز کرے۔ اور ان کی آپس میں محبت اپنے منشاء کے مطابق رکھے اور ان کا اللہ تعالیٰ حامی اور مددگار ہو۔ اور ان کی سب ضرورتیں پوری کرے اور اپنے فضل سے پوری کرتا رہے۔ اور ان کو اپنے فضل سے دین اسلام کا خادم بنا دے۔ اور ان کو دین اسلام کے پھیلانے میں اپنے منشاء کے مطابق ازحد توفیق عطا کرے اور اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ان پر راضی اور خوش ہو جاوے اور پھر دُنیا اور آخرت میں کبھی ناراض اور غصے نہ ہو۔ آمین۔ ثم آمین۔

بڑی عاجزی سے عرض ہے کہ ان کے لئے بڑے درد سے دعا فرماویں آپ کو بھی اللہ تعالیٰ اجر عطا کرے۔ آمین۔

خاکسار محمد حسن دفتری

اعلان

بعدالت جناب خان غلام حسن خان صاحب منصف درجہ دوم بٹالہ

گنڈا مل ولد رامجیا اس قوم بنام نتھو ولد جہان ذات ارائیں ساکن
کھتری ساکن بٹالہ ڈگریدار — مدیون

[illegible]

اشتہار بنام نتھو ولد جہان ذات ارائیں ساکن تحصیل بٹالہ

مقدمہ مندرجہ بالا میں نتھو مدیون تعمیل سے گریز کرتا ہے۔ اور تم کو بذریعہ اشتہار مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ اگر تم ۲۰۔ نومبر ۱۹۱۱ء کو حاضر عدالت ہذا ہو کر جوابدہی نہ کروگے۔ تو تمہاری نسبت کارروائی یکطرفہ کی جاویگی۔ مورخہ ۸ نومبر ۱۹۱۱ء دستخط حاکم و مہر عدالت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
نحمدہ و نصلی

استفسار

ببابل ھاروت و ماروت۔ اس پوری آیت کی پوری تشریح اور ترجمہ لکھکر مرحمت فرمائیگا۔ المستفسر حسن محمد خان احمدی

جواب

برادرم مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حسب الحکم حضور امیر المومنین و خلیفۃ المسلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے خط کا (جو آپ نے اُن کے نام بھیجا ہے) جواب ذیل میں عرض کرتا ہوں حضرت امیر علیہ السلام کے ملاحظہ اور اصلاح کے بعد ابلاغ خدمت ہے۔

پوری آیت۔ واتبعوا ما تتلوا الشیاطین علیٰ ملک سلیمان وما کفر سلیمان ولکن الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت وماروت وما یعلمان من احد حتی یقولا انما نحن فتنۃ فلا تکفر فیتعلمون منھما ما یفرقون بہ بین المرء وزوجہ وما ھم بضارین بہ من احد الا باذن اللہ ویتعلمون ما یضرھم ولا ینفعھم ولقد علموا لمن اشترٰہ ما لہ فی الاخرۃ من خلاق ولبئس ما شروا بہ انفسھم لو کانوا یعلمون ۝ ولو انھم اٰمنوا واتقوا لمثوبۃ من عند اللہ خیر لو کانوا یعلمون ۝

سب سے پہلے اس آیت کے بعض الفاظ مشکلہ کے معنے ملاحظہ ہوں۔

شیاطین۔ ائمۃ الکفر۔ کفار فساق کے چودھری نمبردار۔ بدکار لوگ۔ امراء اور صاحب اثر دشمنان دین اللہ سے دور۔ ارواح خبیثہ۔ ہلاک شدہ ارواح

مُلک۔ سلطنت۔ زمانہ۔ کرسی۔

سحر۔ باریک اور لطیف الماخذ چیز۔ پوشیدہ راز مثلاً فریمسن وغیرہ۔ دلربا باتیں مثلاً گندے ناول۔ جھوٹی کہانیاں۔ غزلیں وغیرہ۔ شعبدہ بازی۔ مسمریزم۔ دلفریب و دلچسپ تقریریں یا لکچر وغیرہ۔ سحر دو قسم

کا ہوتا ہے۔ ایک مذموم یا ناجائز۔ دوسرا جائز۔ یا سحر حلال۔ مثلاً حدیث شریف میں ہے۔ ان من البیان لسحر۔

ملکین۔ ملک کا تثنیہ ہے۔ قاموس میں لکھا ہے کہ ہر ایک مِلک والے پر مَلِک۔ مَلْک۔ مَلِیک۔ مالک چاروں لفظ بولے جاتے ہیں۔ عام استعمال میں مَلِک بادشاہ پر اور مَلَک فرشتہ پر بولا جاتا ہے۔ مَلَکین کا ترجمہ دو فرشتے اور دو بادشاہ دونوں طرح کر سکتے ہیں۔ کیونکہ لغوی اعتبار سے مَلِک یا مَلَک اُس کو کہتے ہیں۔ جو مقتدرانہ قابو اور تصرف رکھنے والا ہو۔ اس آیت میں مفسرین نے ملکین سے دو بادشاہ داؤدؑ اور سلیمانؑ مراد لئے ہیں بعض نے دانیالؑ اور حزقیلؑ مراد لئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

ھاروت ماروت۔ یہ ملکین کے نام ہیں۔ خدا تعالیٰ کی کتابوں میں عموماً صفاتی نام ہی مذکور ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے ہاروت ماروت کے معانی سمجھانے کے لئے عرض ہے کہ ھارت کہتے ہیں ریزہ ریزہ کر دینے کو۔ پس ھاروت کے معنے ریزہ ریزہ کر دینے والا یا توڑ پھوڑ کر مسمار کر دینے والا کے ہوئے مروت۔ زمین کے غیر آباد کر دینے کو کہتے ہیں۔ پس ماروت کے معنے ہوئے زمین کو غیر آباد اور ویران کر دینے والا۔

فتنۃ۔ گمراہ ہونا یا کرنا۔ گناہ عذاب۔ شرمندگی۔ چاندی یا سونے کو تاؤ دینا آزمائش۔ امتحان کرنا۔

اس آیت سے پہلے خدا تعالیٰ یہود اور نصاریٰ یعنی بنی اسرائیل کو جو حضور نبی کریمؐ کی مخالفت پر تلے ہوئے تھے۔ ملزم ٹھہراتا ہے۔ اور ان کی بداعمالیاں یاد دلاتا ہے۔ اب اس آیت کے شروع میں اُن کے اس بہتان کا ازالہ مقصود ہے۔ جو وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ذمہ لگاتے اور کہتے تھے۔ کہ وہ نہ نبی تھے اور نہ مکالمہ الٰہیہ سے مشرف تھے۔ بلکہ محض مشرک یا شرک کو جائز رکھنے والے عیش پرست بادشاہ تھے اور کہتے تھے کہ وہ فریبی اور دھوکہ باز تھے۔ اور اپنے فریب اور جادو کے زور سے بادشاہ بنے ہوئے تھے۔ آیت کے آخری حصہ میں ارشاد ہے۔ کہ اے مشرکو۔ نابکارو اگرچہ ہم نے پہلے زمانہ میں ہاروت و ماروت کے ذریعہ بنی اسرائیل کو بابل کے ظالم حکمرانوں کے پنجہ سے بعض خفیہ تدابیر کو قرار دیکر نجات دلائی تھی۔ لیکن اب تم یہ چاہتے ہو۔ کہ ہم اپنی سازشوں۔ ریشہ دوانیوں کے ذریعہ سے مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں اور آنے والی مصیبتوں سے بچ جائیں۔ تو یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ تم تو خود ہی اپنے پاؤں میں کلہاڑی مار رہے ہو چنانچہ ارشاد فرماتا ہے کہ

بامحاورہ ترجمہ۔ یہ علم دین اور خداشناسی اور رضاء الٰہی کی راہوں کو چھوڑ کر ایسی فضول اور بیہودہ کتابوں اور روایتوں کے مقلد ہو گئے۔ جن کتابوں کو شیاطین الانس یعنی بدکار لوگ سلیمان علیہ السلام کے عہد حکومت میں پڑھتے تھے اور سلیمان علیہ السلام تو ان گمراہ کن باتوں سے رتی بھر تعلق بھی نہیں رکھتے تھے۔ کیونکہ یہ تو کفر تھا۔ لوگوں کو دلربا اور کتاب اللہ سے دور اور مہجور کرنے والی باتیں تو بدکار لوگ ہی سکھلاتے تھے اور بابل میں ہاروت ماروت دو ملکوں پر اتارا گیا وہ تو اس کو کسی کو بھی نہ سکھلاتے تھے۔ جب تک کہ وہ یہ نہ کہتے کہ ہم فتنہ ہیں سو تو کفر نہ کر (یا یہ کہ ہاروت ماروت سکتے تھے نہ اُن پر کچھ اتارا گیا نہ وہ کسی کو کچھ سکھاتے تھے کیونکہ اُن کا کچھ وجود نہ تھا نہ اُن پر کچھ اُترا تھا۔ جو وہ کہتے کہ ہم فتنہ ہیں۔ اور تو کفر نہ کر)۔

پس یہ منکرین مشرکین ان دونوں قسم کی دلربا باتوں سے (سحروں) اس قسم کی باتیں سیکھتے ہیں۔ جن کے ذریعہ سے مرد اور عورت میں جدائی ڈالیں یہ تو کسی کو بھی تکلیف نہیں پہنچا سکتے۔ ضرر تو اُسی کو پہنچتا ہے جس کو خدا تعالیٰ ضرر پہنچائے۔ شریر لوگ ایسی باتیں سیکھتے ہیں۔ جو اُن کو نقصان پہنچاتی ہیں اور نفع نہیں دیتیں اور بیشک خود بھی اس بات سے واقف ہیں۔ کہ جو کچھ انہوں نے خرید لیا ہے اُس کا آخرت میں کچھ بھی نتیجہ اور قدر و منزلت نہیں۔ جو کچھ انہوں نے اپنی جانوں کے بدلے میں خریدا ہے۔ بُرا ہے کیا اچھا ہوتا۔ کہ وہ اپنی اس ردائت انجام سے واقف ہوتے۔ اگر ایمان لے آتے اور متقی بن جاتے تو اللہ تعالیٰ سے بہت اچھا اجر اور ثواب پاتے۔ کاش ان کو اس بات کا علم ہوتا۔

یہاں یہ اعتراض بھی ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ دوسری جگہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے۔ کہ فسخرنا له الريح تجري بامره رخاء حيث أصاب والشياطين كل بناء وغواص وآخرين مقرنين في الأصفاد۔ پھر اُن کی سلطنت اور اُن کے عہد میں کس طرح شیاطین ایسی خراب کتابیں پڑھتے اور گمراہ کن باتیں کرتے تھے۔ دوسرا اعتراض یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ علیٰ کے معنے فی کے کئے گئے ہیں۔ پس ان اعتراضوں کے رفع کرنے کے ان باتوں پر توجہ کرنی پڑی۔ علیٰ ملک سلیمان۔ کے معنے ہیں سلیمان کی سلطنت پر یعنی سلیمانی کی سلطنت کے متعلق جیسے کہا کرتے ہیں۔ کہ آج ردتناسخ پر لیکچر دیں گے۔ کیا معنی ردتناسخ کے متعلق لیکچر دیں گے۔ ما تتلوا الشیاطین کے معنے ہیں۔ بدکار اور خبیث انسانوں کے لیکچر اور اسپیچیں وغیرہ۔ بس واتبعوا ما تتلوا الشیاطین علی ملک سلیمان کے یہ معنے بھی نہیں ہو سکتے کہ ان لوگوں نے ان باتوں کی پیروی کی جو کہ سلیمان علیہ السلام کے زمانہ کے بعد شریر لوگوں کی سلیمان علیہ السلام کی سلطنت کے متعلق بیان کی ہوئی تھیں۔

یہود و نصاریٰ کا یہ بھی خیال تھا۔ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک مشرکہ عورت بلقیس کے عشق میں مشرک ہو گئے تھے یا کم سے کم ان کے گھر میں تو ضرور شرک ہوتا تھا۔ سو خدا تعالیٰ نے ما کفر سلیمن فرما کر ان کے بہتان کی نفی فرما دی۔

دوسری جگہ صاف فرماتا ہے۔ کہ وہ عورت (بلقیس) تو سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچنے سے پیشتر ہی مسلمان ہو چکی تھی۔ اسلمت مع سلیمان للہ رب العالمین۔ بھلا اس کی وجہ سے سلیمان علیہ السلام کیوں شرک و کفر کے مرتکب ہونے لگے تھے وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت وماروت الخ بنی اسرائیل بھی ایک عجیب قوم ہے۔ دنیا میں کوئی دوسری قوم ایسی نظر نہیں آتی۔ جس نے اس قدر زیادہ مرتبہ ترقی و بلندی اور تنزل و پستی دیکھی ہو۔ یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں ترقی ہوئی اُن کے بعد فراعنہ مصر کے ہاتھوں اس قدر ذلیل و خوار ہوئے۔ کہ خدا کی پناہ۔ پھر جب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے پنجے سے چھڑایا چھوٹ کر بیابانوں اور میدانوں کی صاف ہوا۔ آزادی اور من و سلویٰ میسر ہوا تو لگے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھی نافرمانی کرنے اور آپے سے باہر ہوتے چنانچہ بیابانوں میں اچھی طرح سزایاب ہوئے اور خوب رگیدے گئے۔ پھر حضرت یوشع بن نون کی سرداری میں ملک شام کے مالک ہوئے تو چند ہی روز کے بعد قومی حد سے باہر پھیلنے لگے۔ خدا تعالیٰ نے دشمن کے بادشاہ کو مسلط کر دیا۔ جب سر پر پڑی تو پھر آنکھیں کھلیں۔ اور لگے جناب باری میں نالہ و فریاد کرنے اور دعائیں مانگنے۔ چنانچہ نجات ملی اور پھر حکومت کرنے لگے۔ طالوت کے عہد میں جالوت نے حملہ کیا اور بنی اسرائیل کا پھر قافیہ تنگ ہوا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ پر اس آفت سے بھی مخلصی پائی۔ حضرت سلیمانؑ کے بعد پھر زوال شروع ہوا اور رفتہ رفتہ ملک شام کی حکومت ان کے ہاتھ سے نکل گئی۔ نہ صرف سلطنت گئی۔ بلکہ شہر بابل کا مشہور ظالم بادشاہ بخت نصر اُن کو ملک شام سے پکڑ پکڑ کر اور لونڈی غلام بنا بنا کر بابل لے گیا۔ حتیٰ کہ اُن کے جو دو ذی وجاہت اور مذہبی پیشوا حضرت دانیالؑ اور حضرت حزقیلؑ تھے اُن کو بھی لے گیا اور بابل میں وہ ظلم و تشدد روا رکھا کہ فرعون مصر کا زمانہ آنکھوں میں پھرنے لگا اور چھٹی کا دودھ زبان پر آگیا۔ جو لوگ سنت اللہ اور خدائی سلسلے کے حالات سے واقفیت رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے پردہ میں جو شیئ ہے۔ وہ جس طرح چاہتا ہے کسی کو سزا دیتا ہے اور جس طریقے سے چاہتا ہے اپنے انعامات نازل فرماتا ہے۔ ستر برس تک بنی اسرائیل بابل میں قید رہے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت دانیالؑ اور حضرت حزقیلؑ کو بذریعہ الہام حکم دیا۔ کہ تم اب میدائی (ایران) کے بادشاہ سے مدد طلب کرو۔ ہم ایرانیوں کے ہاتھوں سے ظالم بابلیوں کو تباہ کرا دیں گے اور بابل کا نام و نشان مٹا کر تم کو اس مصیبت سے نجات دیں گے۔ چنانچہ اس کام کے واسطے نہایت لطیف المأخذ تدبیروں اور پوشیدہ مشوروں کی ضرورت تھی عورتیں بوجہ ضعیف العقل اور ضعیف الدماغ یا ناتجربہ کار رہنے کے کہاں ان اہم ترین باتوں اور مشوروں سے اطلاع پانے کی اہل اور متحمل ہو سکتی تھیں ہوشیار اور چالاک آدمی جو ایرانیوں کے ساتھ سلسلہ سلام و پیام کے لئے منتخب ہوئے اُن کو اس بات کی بھی سخت تاکید ہوئی کہ عورتوں سے ان رازوں کو قطعاً علیحدہ رکھیں۔ قصہ مختصر ادھر بخت نصر مر گیا۔ ادھر ایران کا کیانی بادشاہ کیخسرو بابل پر حملہ آور ہوا۔ بابل کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور بنی اسرائیل کو خلاصی حاصل ہوئی۔ حضرت دانیال اور حضرت حزقیل اپنی دلربا اور لطیف المأخذ تدبیروں سے ظالموں کے قہر کو ہرت کرا کر بنی اسرائیل کو ہمراہ لیکر پھر شام میں آئے اور بیت المقدس کو جو بخت نصر کے ہاتھوں مسمار ہو چکا تھا۔ دوبارہ تعمیر کرایا۔ بابل کے اسی واقعہ کا اس آیت میں ذکر ہے۔

ھاروت ماروت کے متعلق لوگوں نے عجیب عجیب رنگینیاں اور ناول نویسیاں کی ہیں۔ حالانکہ ان کہانیوں کا ماخذ نہ قرآن شریف ہے نہ احادیث نبوی نہ توریت نہ اور کوئی معتبر تاریخ۔ نبی کریمؐ کے زمانہ میں ان بابل والی باتوں پر قیاس کر کے یہود و نصاریٰ نے مسلمانوں کو تباہ و برباد کرانے کے لئے ریشہ دوانیاں شروع کیں۔ چنانچہ یہودیوں نے دربار ایران میں اور نصاریٰ نے ہرقل روم کے یہاں اپنے وکلاء بھیجے۔ اور ان دونوں طاقتوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے کی کوششیں شروع کیں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اُس زمانہ میں تو ہمارے اذن اور ہماری تحریک سے اس قسم کی تدبیریں کی گئی تھیں۔ اسی وجہ سے بار آور بھی ہوئیں۔ تم اب اگر یہ چاہو۔ کہ ہم کامیاب ہو جاویں گے تو یہ غیر ممکن ہے۔ وما ھم بضارین به من احد الا باذن اللہ و یتعلمون ما یضرھم ولا ینفعھم الخ۔ اب اس آیت کا ترجمہ آیت کی الفاظ کی رعایت اور صحت کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ جو اس طرح ہے۔

ترجمہ۔ اور انہوں نے اس کی پیروی کی جس کو شیطان سلیمانؑ کی سلطنت پر پڑھتے ہیں اور سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا۔ البتہ وہ شیطان لوگوں کو دلبر اور لطیف المأخذ باتیں سکھانے سے کافر ہوئے۔ اور (اُس کی بھی پیروی کی) جو کہ ہاروت و ماروت دو مقتدرانہ تصرف رکھنے والوں پر شہر بابل میں اتارا گیا تھا۔ وہ دونوں کسی کو بھی نہیں سکھاتے تھے۔ یہاں تک کہتے ہیں کہ ہم تو آزمائش ہیں۔ پس تم کفر نہ کرو۔ پھر وہ ان دونوں سے وہ سیکھتے ہیں۔ جس کے ساتھ مرد اور اُس کی بیوی میں جدائی کرتے ہیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے سوا کسی ایک کو بھی اس کے ساتھ ضرر دینے والے نہیں۔ اور یہ وہ سیکھتے ہیں جو ان کو ضرر دیگا۔ اور ان کو نفع نہیں دیگا اور بیشک انہوں نے جان لیا تھا کہ ضرور جس نے اُس کو خریدا ہے اُس کے لئے آئندہ زندگی میں کوئی حصہ نہیں۔ اور وہ کیسا برا ہے جس کے بدلہ میں انہوں نے اپنی جانیں دیدی ہیں اگر وہ واقف ہوتے اور اگر وہ ایمان لاتے